مئی ۱۹۹۲ء

ماہنامہ

میثاق

لاہور

مدیر مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد

- "بیع مؤجل" ———— مولانا محمد طاسین مدظلہ کے موقف پر قاضی عبدالکریم مدظلہ کی تنقید اور مولانا محمد طاسین کا جواب
- سالانہ رپورٹ تنظیم اسلامی پاکستان (بابت سال ۱۹۹۰ء)

یکے از مطبوعات
تنظیم اسلامی

امتحانات سے فارغ طلبہ کے لئے

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

۹ر مئی ۹۲ء تا ۱۱ر جون ۹۲ء

قرآن کالج لاہور

میں منعقد ہوگی (ان شاء اللہ) جس میں مندرجہ ذیل مضامین کی تدریس ہوگی:

۱۔ نماز و قراءت قرآن کی تصحیح
۲۔ سیرت النبیؐ و مطالعہ دینی لٹریچر
۳۔ قرآن حکیم کے منتخب اسباق
۴۔ تاریخ اسلام
۵۔ ارکان اسلام اور ان سے متعلق تفصیلات

نوٹ

- اس کورس میں رجسٹریشن کی آخری تاریخ ۷ر مئی ۹۲ء ہے۔
- اوقات تعلیم صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک ہونگے۔
- کورس فیس مبلغ ۲۰۰ر روپے ہے' جس میں جملہ کتب کی قیمت شامل ہے۔
- ہاسٹل میں رہائش کی محدود گنجائش ہے۔
- ہاسٹل میں قیام و طعام کا اضافی خرچ ۵۰۰ روپے ہے۔
- مستحق طلباء کے لئے رعایت کی گنجائش ہے۔
- تدریس کا آغاز ان شاء اللہ ۹ر مئی سے ہوجائے گا۔

المعلن : ناظم قرآن کالج لاہور۔ ۱۹۱ر اے' اتاترک بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

فون: ۸۳۳۶۳۷ ۔ ۸۳۳۶۳۸

زیر اہتمام : مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (القرآن)

ترجمہ: اور اپنے اُوپر اللہ کے فضل کو اور اس کے اُس میثاق کو یاد رکھو جو اُس نے تم سے لیا جبکہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے مانا اور اطاعت کی۔

کتب خانہ قرآن اکیڈمی
لاہور 3/16/6

جلد : ۴۱
شمارہ : ۵
ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ
مئی ۱۹۹۲ء
فی شمارہ ۵/-
سالانہ زرتعاون ۵۰/-

ماہنامہ میثاق

مدیر مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد

سالانہ زرتعاون برائے بیرونی ممالک

سعودی عرب، کویت، مسقط، بحرین، قطر، متحدہ عرب امارات۔	۲۵ سعودی ریال
ایران، ترکی، اومان، عراق، بنگلہ دیش، الجزائر، مصر، انڈیا۔	۶۔ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سکنڈے نیوین ممالک، جاپان وغیرہ۔	۹۔ امریکی ڈالر
شمالی و جنوبی امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ۔	۱۲۔ امریکی ڈالر

ترسیل زر : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ۔ ماڈل ٹاؤن فیروز پور روڈ۔ لاہور (پاکستان)

ادارۂ تحریر
شیخ جمیل الرحمٰن
حافظ عاکف سعید
حافظ خالد محمود خضر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور رجسٹرڈ

مقامِ اشاعت: ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور ۵۴۷۰۰۔ فون: ۸۵۶۰۰۳-۸۵۶۰۰۴

یکے از مطبوعات تنظیم اسلامی، مرکزی دفتر: ۶۷۔ اے، علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

پبلشر: لطف الرحمٰن خان، طابع: رشید احمد چودھری، مطبع: مکتبہ جدید پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مشمولات

عرضِ احوال ________ ۳

حافظ عاکف سعید

تذکرہ و تبصرہ ________ ۵

افغانستان کی صورتِ حال اور ملکی و ملّی حالات کے بارے میں
تنظیمِ اسلامی اور اس کے امیر کا نقطۂ نظر

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطابات کے آئینے میں

کتابیات ________ ۱۱

چوتھا کبیرہ : قتلِ انسان

زیرِ طبع کتاب 'کبائر' کے باب دوم کی فصل رابع

مؤلف : ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

بیع مؤجل ________ ۲۶

مولانا محمد طاسین مدظلہٗ کے موقف پر قاضی عبدالکریم مدظلہٗ
کی تنقید اور مولانا محمد طاسین کا جواب

رفتارِ کار ________ ۴۷

ملتان میں قرآن کی فصلِ بہار

دفتر تنظیم اسلامی لانڈھی کورنگی کی افتتاحی تقریب ۵۰

سالانہ رپورٹ تنظیمِ اسلامی پاکستان ۵۳

" " " بیرون پاکستان ۷۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ احوال

تنظیم اسلامی پاکستان کا سترہواں سالانہ اجتماع حسبِ اعلان ۱۷ر تا ۲۰ر اپریل لاہور میں منعقد ہوا۔ الحمد للہ کہ یہ اجتماع ہر اعتبار سے ایک بھرپور اور کامیاب اجتماع تھا۔ اجتماع کے مرکزی پروگرام قرآن آڈیٹوریم میں منعقد ہوئے جبکہ رفقاء تنظیم کی رہائش کا اہتمام دو مقامات پر کیا گیا تھا۔ رفقاء کی ایک بڑی تعداد کے قیام و طعام کا انتظام قرآن کالج کی عمارت اور اس سے ملحق کھلے پلاٹ میں کیا گیا تھا اور بقیہ رفقاء کو قرآن اکیڈمی میں ٹھہرانے کا بندوبست کیا گیا۔ ملک کے طول و عرض سے آئے ہوئے رفقاء کی باہم ملاقات اور اس اجتماعی مقصد کی از سرِ نو تجدید کا یہ ایک بہترین موقع تھا جس کے لئے رفقاء قافلۂ تنظیم میں شریکِ سفر بنے ہیں۔ جن رفقاء کو اللہ کی توفیق سے اجتماع میں شرکت کا موقع ملا ہمیں یقین ہے کہ وہ مقصدِ حیات اور منزلِ سفر کا ایک واضح شعور اور سعی و عمل کے لئے اِک ولولۂ تازہ لے کر گھروں کو لوٹے ہوں گے اور جو لوگ اپنی مجبوریوں یا مختلف دیگر اسباب سے اس میں شرکت سے محروم رہے ان کے لئے ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کمی کی تلافی کرنے کا موقع اور ہمّت عطا فرمائے ---
تنظیم کے اس سالانہ اجتماع کی ایک مفصل اور مصوَّر رپورٹ 'ندائے خلافت' کے تازہ شمارے میں شائع کی جا چکی ہے۔ اس اجتماع کی تفصیلات جاننے کے خواہش مند حضرات 'ندائے خلافت' کا یہ خصوصی شمارہ ضرور حاصل کرلیں۔ زیرِ نظر شمارے میں ہم نے تنظیم اسلامی کی وہ قدرے مفصل سالانہ رپورٹ جو مذکورہ اجتماع کے موقع پر پیش کی گئی' شامل کی ہے کہ "جو 'سال میں' ہم نے بھرپایا سب سامنے لائے دیتے ہیں!" اِس رپورٹ سے جہاں بحیثیتِ مجموعی یہ اطمینان ہوتا ہے کہ ہمارے قدم بحمد اللہ آگے بڑھ

رہے ہیں وہاں ہماری خامیوں اور کوتاہیوں کی بھی بجا طور پر نشاندہی ہوتی ہے اور یہ چیز آئندہ نہ صرف یہ کہ ہمارے لئے اصلاحِ احوال کا ذریعہ بن سکتی ہے بلکہ جوشِ عمل کے لئے مہمیز بھی فراہم کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں حسنِ نیّت کے ساتھ ساتھ حسنِ عمل سے بھی نوازے۔

☆ ☆ ☆

'بیع مؤجّل' کے عنوان سے مجلسِ علمی کراچی کے صدر مولانا محمد طاسین صاحب کا ایک وقیع مقالہ جنوری کے 'میثاق' میں اور مولانا مفتی سیاح الدین کاکا خیل" کا ایک مبسوط مقالہ 'حکمت قرآن' میں شائع ہوا تھا۔ مضمون دونوں کا ایک تھا۔ دونوں فاضل مقالہ نگاروں نے ادھار پر کسی شے کو نقد کے مقابلے میں زیادہ قیمت پر فروخت کرنے کے معاملے کو شرعی اعتبار سے محلِ نظر قرار دیا تھا اور اس ضمن میں اپنی تحقیق مدلّل انداز میں سامنے رکھی تھی۔ ہم نے علماء کرام سے گزارش کی تھی کہ وہ ان مقالات کے مندرجات پر سنجیدگی سے غور کریں اور ان کے ضمن میں اپنی آراء سے ہمیں مطلع فرمائیں ـــــ اس ضمن میں ابھی تک تین قابل احترام علماء کی جانب سے تحریری مضامین ہمیں موصول ہوچکے ہیں۔ کلاچی' ڈیرہ اسماعیل خان سے مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کا مضمون' بنّوں سے مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب کا مقالہ اور کراچی سے مولانا شمس الحسن خطیب مسجد خضریٰ کا مضمون آچکا ہے۔ ہم ان تینوں حضرات کے ممنون ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ زیر نظر شمارے میں ہم نے مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کے مضمون کو جس میں انہوں نے مولانا طاسین صاحب کے موقف پر تنقید کی ہے اور اس کے جواب میں مولانا محمد طاسین صاحب کی جانب سے آمدہ توضیحی مضمون کو شامل کیا ہے۔ دیگر موصولہ مضامین کو اگر ضروری خیال کیا گیا تو 'میثاق' یا 'حکمت قرآن' کے آئندہ کسی شمارے میں شائع کردیا جائے گا۔

☆ ☆ ☆

تذکرہ و تبصرہ

ملکی و ملی حالات کے بارے میں تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کا نقطۂ نظر

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے خطابات کے آئینے میں

○

افغانستان کی تازہ ترین صورت حال پر امیر تنظیم اسلامی کے تاثرات

جمعہ یکم مئی ۹۲ء کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

لاہور۔ یکم مئی : امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے افغان مجاہدین کی ان تنظیمات سے اپیل کی ہے جو مملکتِ اسلامی افغانستان کی نئی حکومت کی موجودہ ہیئت سے مطمئن نہیں کہ اپنے وطن میں امن کے قیام کو اولیت دیں تاکہ وہ اندیشے باطل ہو سکیں جن کے پورا ہونے کی شکل میں افغانستان ٹکڑوں میں بٹ جائے گا۔ انہوں نے افغان بھائیوں کو مبارکباد دی کہ ان کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنے مقاصد کے ایک حصے کا حصول ممکن بنا دیا مسجد دارالسلام باغ جناح میں اپنے خطاب جمعہ میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ افغانستان کی صورت حال کے بارے میں دو متضاد تصویریں ابھر کر سامنے آرہی ہیں جن میں سے ایک جو حکومت پاکستان اور سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے پیش کی جارہی ہے، بہت خوشنما ہے لیکن دوسری تصویر گلبدین حکمت یار کے طرز عمل اور مجاہدین کے ان دو دھڑوں کے عدم اطمینان کو سامنے لاتی ہے جن کے سربراہ جناب عبدالرب رسول سیاف اور مولانا یونس خالص ہیں۔ اس میں خونریزی جاری رہتی نظر آتی ہے اور اس سے کہیں خوفناک امکان اس بات کا پیدا ہوتا نظر آرہا ہے کہ خانہ جنگی کے نتیجے میں کہیں افغانستان دو بلکہ تین حصوں میں تقسیم نہ ہو جائے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ہماری دعاؤں اور خواہشات کے برعکس اگر ایسا ہوا تو اس کے بلاواسطہ اثرات پاکستان پر بھی پڑیں گے اور یہاں کی پختون آبادی کے لئے افغانستان میں اپنے پشتون بھائیوں کے ساتھ جاملنے میں زیادہ دلکشی ہوگی کیونکہ وفاق پاکستان کا اپنا حال بھی اچھا نہیں۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے ان مجاہدین تنظیمات کو خراج تحسین پیش کیا جن کی آرزو آزاد افغانستان میں ایک ٹھیٹھ اسلامی حکومت کا قیام تھی جو بحالاتِ موجودہ فوری طور پر پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔

انہوں نے کہا کہ فی الحال مجاہدین کی اولین ترجیح ملک میں امن و امان اور معمول کے حالات کی بحالی کے علاوہ تعمیر نو ہونی چاہیے جسے چودہ سال کے ابتلاء کے بعد اب مزید مؤخر نہیں کیا جا سکتا۔ ان مجاہدین کو اب اپنی پوری توجہ ہموطنوں کو دین کی دعوت دینے اور ان کے قلوب و اذہان کو بدلنے کی کوشش پر مرکوز کر دینی چاہیے جس کا موقع انہیں جہاد کے آغاز سے پہلے نہیں مل سکا تھا، کیونکہ روسی جارحیت کی شکل میں ان پر ایک ناگہانی افتاد نازل ہوئی اور انہیں مزاحمت کے لئے ہر جذبے کا سہارا لینا پڑا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ افغانوں کے علاوہ پورے عالم اسلام سے آکر نوجوانوں نے وہاں دین کے نام پر اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ ان کے درجات کا تو کیا کہنا لیکن اُن افغانوں کی شہادت میں بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں جنہوں نے اسے محض آزادی کی جنگ سمجھ کر جانیں دیں، کیونکہ اپنے مال و جان کی حفاظت میں جان دینے والے کو بھی شہادت کی بشارت ہے، جبکہ ان کے وطن کی تو آزادی بھی داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ امیر تنظیم اسلامی نے اسلام کے علمبردار مجاہدین دھڑوں سے کہا کہ ایک حقیقی اسلامی حکومت کے واقعی قیام کے لئے جس تیاری کی ضرورت ہے اس کا میدان افغانستان میں امن و امان کی بحالی اور ایک عمومی سیاسی اتفاق رائے کے بعد ہی کھل سکے گا۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ افغان جہاد میں پیش کی جانے والی عظیم قربانی ضرور رنگ لائے گی اور پاکستان اور افغانستان دونوں مل کر عالمی خلافتِ اسلامیہ کا نقطۂ آغاز بنیں گے جس کے لئے دونوں طرف ہوش مندی کے ساتھ کام جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔

قبل ازیں ڈاکٹر اسرار احمد نے اسلام میں محنت کی عظمت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ فرائضِ دینی کی ادائیگی کے بعد رزق کے حصول کی جدوجہد سب سے بڑا فرض ہے اور نبی اکرمؐ کی ایک حدیث مبارک کے مطابق حلال کمائی میں سے سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی ہاتھوں کی مزدوری ہے، جبکہ تجارت کی فضیلت اس کے بعد آتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مزدور، محنت کش، دستکار، اور کاری گر کو اسلامی معاشرے میں اس شرف کا مستحق سمجھا جاتا ہے جو کسی دوسرے پیشے سے متعلق لوگوں کو میسر نہیں۔

○

جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت، فرضیت، اس کے مدارج و مراحل —— اور اس کے اصل تصور سے روگردانی کے نتائج

جمعہ ۱۷ اپریل کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

لاہور: ۱۷ اپریل۔ تنظیم اسلامی پاکستان کے سترہویں سالانہ اجتماع کے افتتاحی اجلاس منعقدہ

جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے نماز جمعہ سے قبل خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیو ورلڈ آرڈر اب بالفعل قائم ہو چکا ہے جس نے پورے عالم اسلام کو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑ لیا ہے۔ ایٹمی صلاحیت کے حامل واحد عرب ملک عراق کی مکمل تباہی کے بعد لیبیا کے خلاف امریکی دباؤ کے تحت سلامتی کونسل کی طرف سے عائد کردہ پابندیاں عالم عرب کی مکمل تباہی کا واضح ثبوت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی حکومت نے سلامتی کونسل کے "شاہی فرمان" کے آگے بغیر کسی چون و چرا کے جس طرح سر تسلیم خم کر دیا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان بھی امریکی حکومت کے احکامات کی تعمیل میں کسی سے پیچھے نہیں ہے، اگرچہ حکومت اخباری بیانات کے ذریعے امریکی دباؤ کے خلاف نہ جھکنے کی باتیں کرتی رہتی ہے اور عوام کو جھوٹا اطمینان دلانے یا دھوکہ دینے میں لگی رہتی ہے کہ ہم نے اپنے ایٹمی پروگرام کو رول بیک نہیں کیا، مگر خدشہ تو یہ ہے کہ کہیں حکومت نے ایٹمی پروگرام کو مکمل طور پر رول ہی نہ کر دیا ہو۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ آج امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی مدد سے فرنگ کی قیادت کر رہا ہے، مگر عملاً یہ سب ملک "عالمی صیہونی نظام" کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں جس کا نام نیو ورلڈ آرڈر ہے۔

امیر تنظیم اسلامی نے قرآنی اصطلاح "جہاد فی سبیل اللہ" کی اہمیت، فرضیت اور اس کے مدارج و مراحل کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں اسلام کے غلبہ و نفاذ کے لئے کی جانے والی جدوجہد ارتقائی منازل طے کر کے ایک فیصلہ کن موڑ پر آچکی ہے۔ چنانچہ اب وقت آگیا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی مقدس قرآنی اصطلاح کے ساتھ وابستہ تمام سفالتوں کو الگ کر کے قرآن نازل کرنے والے کی منشاء کے مطابق اس کے مفہوم کو لوگوں میں عام کیا جائے۔ ایمان حقیقی کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کی پہلی شرط ایسا ایمان ہے جو ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہو جبکہ اس کی دوسری کڑی میدان عمل میں جہاد فی سبیل اللہ کی جدوجہد میں لگنا اور کھپنا ہے۔ چنانچہ ہر بندۂ مومن کے ایمان کا لازمی تقاضا بھی ہے اور منطقی نتیجہ بھی کہ وہ دین کے غلبہ و نفاذ بلکہ صحیح تر الفاظ میں نظام خلافت کے قیام کی منزل کے حصول تک جہاد فی سبیل اللہ کے قرآنی حکم پر عمل پیرا ہو۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ گزشتہ ایک صدی سے پورے عالم اسلام میں جہاد کے حوالے سے ایک غلغلہ بلند ہے مگر کہیں بھی اس میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ الجزائر کے عوام نے جہادِ حریت میں بے مثال جدوجہد کی، لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا مگر آزادی کے بعد سے آج تک الجزائر میں سیکولر اور سوشلسٹ عناصر ہی اقتدار پر قابض ہیں۔ الجزائر میں ہونے والے حالیہ انتخابات میں اسلامی محاذ نجات کی شاندار کامیابی کے باوجود انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ایرانی انقلاب کے لئے کی جانے والی جدوجہد کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس جدوجہد میں جدید ذرائع ابلاغ کو کام میں

لاکر ایرانیوں نے جہاد و انقلاب کے نعرے سے پوری دنیا میں ہلچل مچادی تھی مگر آج ایران کا اقتدار لبرل عناصر کی گرفت میں آچکا ہے۔ اسی تناظر میں افغانستان کے جہاد کا معاملہ بھی سامنے آتا ہے۔ اس جہاد میں دس لاکھ افغانوں سمیت پوری اسلامی دنیا بالخصوص عرب ممالک کے بہت سے نوجوانوں نے حصہ لیا مگر اس کے باوجود اسلامی حکومت کا قیام تو دور کی بات ہے خدشہ ہے کہ افغانستان کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ یہ سب کچھ جہاد فی سبیل اللہ جیسی مقدس قرآنی اصطلاح کے اصل تصور سے روگردانی اور انحراف کا نتیجہ ہے۔

○

کشمیر کے معاملے میں یو این او کے طرز عمل کی مذمت، افغان صورت حال پر تبصرہ، جمعیت علمائے اسلام اور جمعیت علمائے پاکستان میں اتحاد کا خیر مقدم اور وزیر اعظم کی روزگار سکیم پر صدائے احتجاج

جمعہ ۲۴ر اپریل کے خطاب جمعہ کا پریس ریلیز

لاہور : ۲۴ر اپریل : امیر تنظیم اسلامی پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد نے اقوام متّحدہ کے سیکرٹری جنرل بطروس غالی کے اس بیان کی مذمت کرتے ہوئے کہ یو این او کشمیر کے معاملے میں مداخلت نہ کرے گا، کہا ہے کہ ان سے کوئی یہ پوچھنے والا نہیں کہ عراق اور لیبیا کے معاملات میں عالمی ادارے کو مداخلت کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا طفیلی بننے کے بعد اقوامِ متحدہ نے جو سلوک دنیائے اسلام کے ساتھ کیا ہے اس کا ردِ عمل یہ ہونا چاہیے تھا کہ مسلمان ممالک اس عالمی ادارے سے اجتماعی طور پر علیحدگی اختیار کر لیتے اور یہ کوئی ایسا چھوٹا واقعہ نہ ہوتا جس پر دنیا لاتعلقی کا رویہ اختیار کر سکتی۔ جامع القرآن ماڈل ٹاؤن میں اپنے خطابِ جمعہ کے اختتامی کلمات میں ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ "حمیت نام تھا جس کا، گئی تیمور کے گھر سے" ورنہ اب بھی وقت ہے کہ مسلمان ممالک یو این او سے نکل آئیں اور اپنے کسی آزاد مشترکہ پلیٹ فارم کی تشکیل کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس تحریک کا آغاز پاکستان کی طرف سے ہونا چاہیے جس کے لئے کشمیر زندگی اور موت کے سوال کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن اقوام متحدہ خاموش تماشائی بنے رہنے پر مصر ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس حسرت کا اظہار کیا کہ آج امتِ مسلمہ کو رہنمائی کے لئے شاہ فیصل شہید جیسا بھی کوئی مدبّر میسر نہیں۔

افغانستان کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ وہاں نسلی اور لسانی بنیاد پر تصادم ہوتا نظر آرہا ہے، لیکن چاہے خانہ جنگی اور قتل و غارت گری کا ایک دَور اور

بھی چلے، آخر کار وہاں سے خیر برآمد ہو گا۔ جہاد میں چند بنیادی اصولوں سے روگردانی کی سزا تو انہیں مل سکتی ہے لیکن وہاں خلوص و اخلاص کے ساتھ بھی بہت خون بہایا گیا ہے، چنانچہ یہ قربانیاں رنگ لا کر رہیں گی اور اس خطے میں اسلام کا بول بالا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ عالم عرب میں عنقریب تباہی و بربادی کی بھٹی دہکنے والی ہے۔ الجزائر میں اس کا سامان ہوتا نظر آنے لگا ہے اور عالم عرب کے قلب میں بھی لاوا اندر ہی اندر پک رہا ہے۔ وہاں اسلام کی نصرت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق "خراسان" سے لشکر روانہ ہوں گے اور کم لوگوں کو علم ہو گا کہ موجودہ پاکستان کا بڑا حصہ، افغانستان، وسطی ایشیا کی مسلم ریاستیں اور خود ایران کا ایک ٹکڑا مل جل کر وہ علاقہ بنتے ہیں جسے خیر القرون میں خراسان کا نام دیا جاتا تھا۔

امیر تنظیم اسلامی نے اہل سنت کے دو دھڑوں میں اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے ایک نیک شگون قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ دیوبندی مسلک رکھنے والی جمعیت علمائے اسلام اور معروف معنوں میں بریلوی مزاج کی حامل جمعیت علمائے پاکستان اگرچہ سیاسی مصلحت کے تحت متحد ہوئی ہیں تاہم اس سے وہ دوری کم ہو گی جو اہل سنت کے دو بڑے مسلکوں کے درمیان بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ ہم انتخابی عمل کے راستے پاکستان میں نظام کی تبدیلی کو ممکن نہیں سمجھتے لیکن جو مذہبی طبقات یہ خیال رکھتے ہیں انہیں متحد ہو جانا چاہیے تاکہ انتخابی معرکے میں اہل مذہب سیکولر مزاج رکھنے والی سب پارٹیوں کے مقابلے میں یک جان ہو کر صف آرا ہوں۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے وزیر اعظم کی روزگار سکیم پر صدائے احتجاج بلند کی جس میں پورے کا پورا ڈھانچہ سودی قرضوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حزب مخالف کی زبان میں بات نہیں کرتا کیونکہ ایک فی صد سود بھی ویسا ہی حرام ہے جیسا بیس فی صد، تاہم خود تین فی صد اور سات فی صد پر کروڑوں روپے کے قرضے لینے والوں کو بے روزگار نوجوانوں سے اٹھارہ فی صد وصول کرتے ہوئے شرم تو ضرور آنی چاہیے، لیکن میں تو میاں نواز شریف کو خبردار کر رہا ہوں کہ اپنا سیاسی کھیل وہ سیاسی ہتھکنڈوں سے ہی کھیلیں، سیاسی مصلحت کے تحت سود کو معاشرے میں اتنے بڑے پیمانے پر پھیلانے کی جو سازش وہ کر رہے ہیں اس سے اللہ کا غضب ضرور بھڑکے گا اور اس کی سزا سے وہ بچ نہ سکیں گے۔

قبل ازیں ڈاکٹر اسرار احمد نے جو مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر مؤسس بھی ہیں اپنے اس ادارے کے بیس سال مکمل کر لینے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ انجمن تسلسل اور تواتر کے ساتھ اللہ کے آخری پیغام کو پھیلانے کا کام کرتی رہی ہے جس میں دوام تو ہے البتہ رفتار میں تیزی نہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ حضورؐ کی حیاتِ طیبہ میں قرآن کی شکل میں اتمامِ نُور ہو چکا ہے جس کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ نے خود لیا۔ اب اسے پھیلانے کا کام ہماری ذمہ

داری ہے۔ انہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ مسلمان قرآن مجید کی قوتِ تسخیر سے بے خبر ہوتے جا رہے ہیں جو ان کے ہاتھوں میں دنیا کا سب سے مؤثر ہتھیار ہے۔

عَنِ الحَارِثِ الاَشعَرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

"اٰمُرُکُم بِخَمسٍ ۵

بِالجَمَاعَۃِ ۱ وَالسَّمعِ ۲ وَالطَّاعَۃِ ۳ وَالھِجرَۃِ ۴ وَالجِھَادِ ۵ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ"

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مسند احمد وجامع ترمذی)

شمالی امریکہ میں تنظیم اسلامی کی شاخ کا قیام

الحمدللہ کہ

فوٹپ (FOTIP)

یعنی فرینڈز آف تنظیم اسلامی پاکستان کے نام سے شمالی امریکہ میں

تنظیم اسلامی کا ایک حلقہ وجود میں آگیا ہے

جو غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد میں تنظیم اسلامی پاکستان کی ممکنہ معاونت کے لیے کوشاں رہے گا

اس حلقے کے ناظم کے طور پر جناب **عطاء الرحمٰن** صاحب کا تقرر عمل میں آیا ہے

فوٹپ کے مرکزی دفتر کا پتہ حسب ذیل ہے:

Mr. Mohammad Ata-ur-Rehman

69 S, Nicoll Way, Glen Ellyn, il 60137-6226 U.S.A

Telephone (Res): 708- 790-9205 (Fax)-(Tel. off): 312-814-4442

چوتھا کبیرہ

قتلِ انسان

زیرِ طبع کتاب 'کبائر' کے باب دوم کی فصل رابع

مؤلف: ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

انسان بحیثیتِ انسان انتہائی محترم مخلوق ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا، انتہائی خوبصورت جسم، ساخت اور شکل عطا فرمائی، فرشتوں سے سجدہ کروایا اور دنیا جہاں کی نعمتیں اس کی خدمت اور فائدے کے لیے پیدا کیں۔ لہٰذا ہر انسان کی عزت، مال اور جان لائقِ احترام اور قابلِ حفاظت ہے۔ الّا یہ کہ انسان خود اپنے اس مقام واحترام کو ضائع کر دے۔ چنانچہ درج ذیل چند صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں انسان کا خون (خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو) بہانا ہرگز جائز اور صحیح نہیں:

۱۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد مرتد ہو جائے۔

۲۔ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے۔

۳۔ کسی دوسرے انسان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور معروف قانونی طریقے سے اس کا جرم ثابت ہو جائے۔

۴۔ اللہ کی زمین پر فساد برپا کرے۔ مثلاً ڈاکے ڈالے، لوٹ مار اور رہزنی کرے یا اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کرے۔

۵۔ دینِ حق قائم کرنے کی بزورِ بازو مخالفت کرے۔ اور اسے قتل کیے بغیر بات نہ بنتی ہو۔

قرآن کریم اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی قتل شرک

کے بعد سب سے بڑا جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔[۱]

"اور کسی جان کو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔"

انسانی قتل کے خوفناک اور خطرناک انجام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

.... مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا۔[۲]

"....جس نے کسی انسان کو جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا، کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔"

انسانی قتل کتنا بڑا جرم ہے، اس کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی ہے، فرمایا:

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ، قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ: وَمَا ھُنَّ؟ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ، وَاَکْلُ الرِّبَا، وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ۔[۳]

"سات قسم کے تباہ کن گناہوں سے دُور دُور رہو!" کسی نے دریافت کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہو، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، دورانِ جہاد جان بچا کر بھاگ جانا، سیدھی

---

۱ سورت الانعام، آیت ۱۵۱۔ سورت بنی اسرائیل/الاسراء، آیت ۳۳۔

۲ سورت المائدہ، آیت ۳۲۔

۳ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشرک والسحر من الموبقات۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرہا۔

سادھی اور پاک دامن مومن خواتین پر زنا کی تہمت لگانا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلشِّرْكُ بِاللهِ ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ[۱]

(بڑے بڑے گناہ یہ ہیں) "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، اور کسی جان کو قتل کرنا"

ایک عام انسان کا قتل سنگین جرم ہے اور کسی معاہد یا ذِمّی کا قتل اس سے زیادہ بڑا اور خوفناک و خطرناک جرم ہے۔ معاہد اور ذِمّی دراصل اس کافر کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت اور اسلامی ملک کا قانونی شہری ہو یعنی وہ غیر مسلم جو کسی مسلمان ملک میں اس دستوری عہد کے تحت زندگی گزار رہا ہو کہ وہ اسلامی حکومت کو جزیہ ادا کرے گا اور اسلامی حکومت اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی محافظ ہو گی۔ معاہد کے لفظ میں لغوی عموم کے اعتبار سے وہ غیر مسلم بھی داخل ہو سکتا ہے جس کا کسی مسلمان کے ساتھ ذاتی سطح پر یا قبیلے اور برادری کی سطح پر امن کا معاہدہ ہو یا وہ مسلمان حکومت سے امن کا پروانہ (ویزا) لے کر اسلامی ملک میں داخل ہوا ہو۔ مگر ایسے شخص کو فقہاء کی قدیم اصطلاح میں 'معاہد' نہیں بلکہ 'حلیف' یا 'مُستأمن' کہتے ہیں۔ مگر یہ معاہد ہی کی ایک جدید شکل ہے۔

معاہد اور ذِمّی کا خون معاہدے کے پاس اور احترام کی بدولت عام انسان سے کہیں زیادہ قابلِ حفاظت اور محترم ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الجَنَّةَ[۲]

---

[۱] صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ "وَمَنْ اَحْيَاهَا ...."

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرہا۔

[۲] سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الوفاء للمعاہد وحرمۃ ذمتہ۔ سنن النسائی، کتاب القسامۃ، باب تعظیم قتل المعاہد۔ المستدرک للحاکم، کتاب قسم الفیئ، باب من قتل معاہدًا۔ اسی مقام پر امام حاکم نے اور شیخ الحدیث علامہ الالبانی نے صحیح الجامع الصغیر ۶۴۵۶ پر حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

"جس انسان نے کسی معاہد کو معاہدہ ختم ہونے سے پہلے قتل کر دیا اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے"

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔[1]

"جس کسی نے معاہد کو قتل کیا اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی دُوری سے پائی جاتی ہے۔"

ذِمّی اور معاہد چونکہ اسلامی حکومت کے شہری ہوتے ہیں، اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے جان، مال اور عزت کی حفاظت اسی طرح کرے جس طرح ایک مسلمان شہری کی کی جاتی ہے، اسی لیے بطورِ خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ فرمایا اور اس کے قاتل کے لیے زیادہ شدید سزا کی خبر دی۔ فرمایا:

مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيحَ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ عَامًا۔[2]

"جس نے کسی ذِمّی کو قتل کر دیا اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی، جبکہ جنت کی خوشبو ستر سال کے فاصلے سے پائی جاتی ہے۔"

(نوٹ: پچھلی حدیث میں چالیس سال اور اس حدیث میں ستر سال کے فاصلے پر جنت کی خوشبو کا تذکرہ ہوا ہے۔ یہ فرق جُرم کی نوعیت کے اعتبار سے ہے۔ مومن کا خون تو پھر مومن کا خون ہے، جس کی عظمت

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب اثم من قتل معاہدًا بغیر جرم۔
سنن النسائی، کتاب القسامۃ، باب تعظیم قتل المعاہد۔

[2] سنن النسائی، کتاب القسامۃ، کتاب تعظیم قتل المعاہد۔ المستدرک للحاکم، کتاب الجہاد، باب من قتل معاہدًا..
امام حاکم نے اور شیخ الحدیث علامہ البانی نے صحیح الجامع الصغیر ۶۴۴۸ پر حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

حرمت اور مقام و احترام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر، میدانِ عرفات میں، ۹۔ذی الحجہ کی مبارک تاریخ میں ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں اِن الفاظ میں بیان فرمائی:

"اے لوگو! یہ کون سا دن ہے" ؟ صحابہؓ نے عرض کیا: "حرمت والا دن"۔ آپؐ نے پوچھا: "یہ کون سا شہر ہے" ؟ صحابہؓ نے عرض کیا: "حرمت والا شہر"۔ آپؐ نے پوچھا: "یہ کون سا مہینہ ہے" ؟ صحابہؓ نے کہا: "حرمت والا مہینہ"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا، فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا، فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا[1]

"یقیناً تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر آپس میں اس طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت ہے۔ اور (بالخصوص) تمہارے اس شہر کی حدود میں اور اس مبارک و مقدس مہینے کے دوران"۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو مخاطب کرکے فرمایا:

مَا اَطْیَبَكِ وَاَطْیَبَ رِیْحَكِ، مَا اَعْظَمَكِ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهِ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالُهُ وَدَمُهُ[2]

"اے کعبۃ اللہ! تو کس قدر پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کس قدر عمدہ ہے، اور تو کتنے اونچے مقام والا ہے اور تیری حرمت کس قدر زیادہ ہے (اس کے باوجود) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں مجھ محمد کی جان ہے۔ مؤمن کے مال اور خون کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے اس مقامِ حرمت سے کہیں زیادہ ہے"۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منیٰ۔

[2] سنن ابن ماجۃ، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ۔ حدیث کی سند اگرچہ ذرا کمزور ہے لیکن بخاری ومسلم کی مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو معناً بالکل صحیح ہے۔

جب مومن کا یہ مقام، اور اس کے خون کی حرمت کا یہ عالم ہے تو اسے ناحق بہانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی سنگین، بلکہ حقوق العباد میں سب سے بڑا جرم ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قتلِ مومن پر شدید ترین الفاظ میں ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور آخرت میں قاتل کے لیے خوفناک سزا مقرر کی ہے۔ شرک کے علاوہ کسی دوسرے جرم یا گناہ پر ایسی سزا کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝[1]

"اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے"

مومن کی جان جب اس قدر اہمیت و حرمت کی حامل ہے تو اسے قتل کر دینا بھی اسی اعتبار سے سنگین جرم ہے۔ معاملے کی سنگینی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن الفاظ میں مزید واضح فرما دیا:

لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ[2]

" ایک مسلمان کے قتل کے مقابلے میں پوری دنیا کا تباہ و برباد ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معمولی بات ہے۔"

یعنی مسلمان کا خون اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا سے زیادہ اہم ہے۔ اس ضمن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مزید ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَكَبَّهُمُ اللَّهُ

---

[1] سورت النسار، آیت ۹۳۔

[2] سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب ماجاء فی تشدید قتل المؤمن۔ سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم۔ سنن البیہقی، کتاب الجنایات، باب تحریم القتل۔ ۸/ ۲۲۔ شیخ الحدیث علامہ ناصر الدین الالبانی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو غایۃ المرام حدیث ۴۳۹۔

عَزَّوَجَلَّ فِی النَّارِ[1]

"اگر زمین و آسمان کے تمام باسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ لازماً ان سب کو جہنم میں اوندھے منہ پھینک دے گا۔"

روزِ محشر جب حساب شروع ہوگا تو بھی انسانی خون کے معاملے کو معاملات کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی گی۔ جہاں تک حقوق اللہ کا تعلق ہے تو ان میں یقیناً سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ لیکن جب حقوق العباد کا دفتر کھلے گا تو سب سے پہلے انسانی خون کا حساب ہو گا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ عَلَیْہِ الْعَبْدُ الصَّلٰوۃُ وَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَاءِ[2]

"انسان سے نماز کا حساب سب سے پہلے ہوگا۔ اور لوگوں کے باہمی معاملات میں سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔"

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الدِّمَاءِ[3]

"روزِ قیامت سب سے پہلے لوگوں کے باہمی معاملات میں خون کا حساب ہوگا۔"

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء۔ حدیث صحیح ہے ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر للالبانی حدیث ۵۲۴۷۔

[2] سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، باب تعظیم الدم۔ حدیث صحیح ہے۔ ملاحظہ ہو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۱۷۴۸۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الدیات، بالکل ابتدا میں۔
صحیح مسلم، کتاب القسامۃ، باب المجازاۃ بالدماء فی الآخرۃ۔

براہِ راست قتل میں ملوث ہونا یقیناً انتہائی سنگین اور قبیح فعل ہے لیکن اس معاملے میں کسی بھی معنیٰ میں شمولیت یا حصّہ داری یہاں تک کہ ایک آدھ لفظی اشارہ بھی بہت بڑی ذمہ داری اور اُخروی جوابدہی کا سبب ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ فَعَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا[1]

"جس نے کسی غلط حرکت کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو جتنے لوگ اس کی پیروی میں وہ گناہ کریں گے، اس دعوت دینے والے کو اُن سب کے برابر گناہ ہوگا۔ اور اس غلط حرکت کو اپنانے والوں کے اپنے گناہ بھی کم نہ ہوں گے۔"

اس حدیثِ پاک کی روشنی میں مذہبی رہنما، سیاسی لیڈر، قومیتوں اور عصبیتوں کے ٹھیکیدار، لسانی اور علاقائی جاہلیّت کے نمائندے اپنا اپنا محاسبہ خود کر کے دیکھ لیں کہ کہیں وہ اپنے پیروکار حضرات کو غلط راہ پر تو نہیں لے جا رہے۔ اور آیا وہ روزِ قیامت ان سب کی گمراہی اور غلط کاری کا بوجھ اپنی اس گردن پر اٹھا سکیں گے جو لیڈری اور انا پرستی کے شوق میں کسی حق بات پر آج جھکنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ کل قیامت کے روز اس کے سارے کس بل نکل جائیں گے۔ اور یہ شوقِ لیڈری بہت مہنگا پڑے گا۔

اکثر لوگوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کریمہ کا بڑا غلط تصوّر پایا جاتا ہے۔ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ دنیا میں جو مرضی ہو کرتے رہو، قتل کرو، مالِ حرام کھاؤ، زمین میں فتنہ و فساد کرو، اور جو جی میں آئے کرو، اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے گناہ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمتِ کریمہ میں از خود چھپ جائیں گے،

---

[1] صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من دعا الیٰ ہدیً او ضلالۃ۔ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیمن دعا الیٰ ہدًی فاتبع او ضلالۃ۔ سنن ابی داؤد، کتاب السنّۃ، باب لزوم السنّۃ

لیکن بڑے بڑے گناہ صرف اسی شکل میں معاف ہوں گے جب پورے خلوص اور شروط کے ساتھ اُن سے توبہ کی جاتے اور معافی مانگی جاتے اور بالخصوص شرک اور قتلِ مومن کا معاملہ تو انتہائی سنگین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا اَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا۔[1]

"امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ معاف فرما دے گا، مگر صرف وہ آدمی جو حالتِ شرک پر مر گیا یا وہ مومن جس نے کسی مومن کو قتل کر دیا۔"

صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کا ایک خاص مقام تھا۔ آپؓ نے سینکڑوں احادیث روایت کی ہیں، اپنے وقت کے مفتی مانے جاتے تھے، تفسیر القرآن آپ کا خصوصی امتیاز تھا۔ بلکہ صحابہ کرام میں "امام التفسیر" تھے، آپؓ سے کسی نے دریافت کیا: کیا قاتل کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے بڑے تعجب سے پوچھا تم کیا کہہ رہے ہو؟ جب سائل نے دو تین بار اپنا سوال دہرایا تو فرمایا: "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سنا ہے:

يَأْتِي الْمَقْتُولُ مُعَلِّقًا رَأْسَهٗ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ مُتَلَبِّبًا قَاتِلَهٗ بِالْيَدِ الْاُخْرٰى تَشْخَبُ اَوْدَاجُهٗ دَمًا حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِ الْعَرْشَ فَيَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ: هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَاتِلِ تَعِسْتَ وَيُذْهَبُ بِهٖ اِلَى النَّارِ۔[2]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب تعظیم قتل المومن سنن النسائی، کتاب تحریم الدم۔ المستدرک للحاکم کتاب الحدود باب المرء فی فسحۃ من دینہ ..... الخ۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، علامہ الالبانی نے بھی صحیح کہا ہے۔ ملاحظہ ہو غایۃ المرام حدیث ۴۴۱۔

[2] سنن النسائی، کتاب القسامۃ، باب من یقتل مؤمناً متعمداً ..." مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۴۰-۲۹۴-۳۶۴-طبع دار صادر بیروت استاذ احمد محمد شاکر نے حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱۴۲-۲۶۸۳-۳۴۴۵-طبع دار المعارف مصر۔

(روزِ قیامت مقتول اس حال میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش ہوگا، کہ اس نے ایک ہاتھ میں اپنا سَر تھاما ہوا ہوگا، دوسرے ہاتھ میں قاتل کا گریبان ہوگا، مقتول کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا وہ اسی حال میں چلتے چلتے عرشِ الٰہی تک پہنچے گا، اللہ رب العالمین کے حضور اپنی فریاد پیش کرتے ہوئے کہے گا: "اس نے مجھے قتل کیا تھا" اللہ تعالیٰ قاتل سے کہے گا: "تیری تباہی ہو" اور اسے جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔

روزِ محشر ہر انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے اپنے اعمال نامے کے ساتھ پیش ہوگا۔ عام چھوٹے موٹے گناہ یعنی صغیرہ گناہ تو نیک اعمال کی برکت سے دھل چکے ہوں گے، بڑے بڑے گناہ بھی خالص توبہ کی وجہ سے معاف ہو جائیں گے اور جن گناہوں پر توبہ کی توفیق نہ مل سکی ہوگی اُن کے بدلے میں یا تو سزا ملے گی یا نیکیاں کاٹ کر معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن قتلِ مومن کا معاملہ اِن سب سے مختلف ہے اور بالخصوص جب اتنا سنگین جُرم کرنے کے بعد انسان اُلٹا خوش ہوتا پھرے اور اپنی اس کارستانی کو کارنامہ قرار دیتا رہے (گویا ندامت اور توبہ کے آثار اس کے قریب تک نہ ہوں) تو پھر ایسا قاتل اپنی قرارِ واقعی سزا پائے بغیر قطعاً نہ چھوٹ سکے گا۔ اور نہ ہی کوئی بڑی سے بڑی نیکی اُس کے اِس جُرم کا فدیہ بن سکے گی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

مَنْ قَتَلَ مُؤمِنًا فَاغْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا[۵]

"جس نے کسی مومن کا قتل کیا اور اپنے اس فعل پر خوش ہوا اللہ تعالیٰ (روزِ محشر دورانِ حساب اس جُرم کے بدلے میں) نہ کوئی فرض نیکی قبول کریں گے اور نہ کوئی نفل نیکی اس جُرم کا فدیہ بنے گی۔"

---

۵ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب فی تعظیم قتل المؤمن۔ حدیث صحیح ہے، ملاحظہ ہو صحیح الجامع الصغیر للألبانی حدیث ۶۴۵۴۔

قتلِ اولاد

ایک عام انسان کا قتل، معاہد اور ذمی کا قتل اور اس کے بعد مومن کا قتل یہ سب کے سب درجہ بدرجہ انتہائی سنگین جرم ہیں لیکن ان سب سے زیادہ قبیح، دلدوز اور دلخراش اقدام اپنی اولاد کا خود اپنے ہاتھوں قتل ہے۔ یہ جاہلانہ و احمقانہ حرکت انسان عام طور پر ہوس پرستی اور سیم وزر کی پوجا کی وجہ سے کرتا ہے۔ قتلِ اولاد نہ صرف ایک انسان کا خون ہے بلکہ اپنے عقیدے اور ایمان کا بھی قتل ہے، کیونکہ قاتل ماں باپ کو یہ ڈر ستا رہا ہوتا ہے کہ آنے والا کہیں ان کے لقمے میں شریک ہو کر بھوک و افلاس کا سبب نہ بن جائے۔ یہی فلسفۂ معیشت انسان کو ازل سے آج تک قتلِ اولاد پر اُکساتا رہا ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلیظ حرکت سے روکتے ہوئے اور رزق کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ[1]

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور اُن کو بھی دیں گے"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ، اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا[2]

"اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو، ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت اُن کا قتل ایک بڑی خطا ہے"

قرآن کریم نے قتلِ اولاد کا سبب نادانی و جہالت اور انجام کار بہت بڑا گھاٹا اور خسارہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] سورت الانعام، آیت ۱۵۱۔

[2] سورت الاسراء، آیت ۳۱۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَ هُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[1]

"یقیناً خسارے میں پڑ گئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو حماقت اور نادانی کی بنا پر قتل کیا۔"

واضح رہے کہ 'خ س ر' کے مادے سے قرآن کریم میں پینسٹھ[۶۵] الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ انجام صرف انہی لوگوں کا ہے جو کافر و مشرک تھے یا باطل کے حامی و مددگار یا انتہائی فاسق و فاجر اور گندے کردار کے حامل۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قتلِ اولاد اتنا سنگین جرم ہے کہ اس نے قاتلینِ اولاد کو اس قماش کے لوگوں میں شمار کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قتلِ اولاد کو "اکبر الکبائر" اور "اعظم الذنوب" قرار دیا ہے۔ اور بالخصوص جب قتلِ اولاد "نظریۂ تنگیٔ رزق" کی وجہ سے کیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا جرم کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ، قُلْتُ: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ، ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ[2]

"(سب سے بڑا گناہ) یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔" حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: میں نے کہا: "یہ تو یقیناً بہت بڑا جرم ہے، لیکن اس کے بعد کون سا جرم سب سے بڑا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ یہ ہے کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔"

---

[1] سورت الاعراف، آیت ۱۴۰۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشیۃ ان یاکل معہ۔
صحیح مسلم کتاب الایمان، باب الشرک اعظم الذنوب و بیان اعظمہا۔ سنن الترمذی، سنن النسائی، سنن ابی داؤد نے بھی تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ حدیث کو بیان کیا ہے۔

خودکشی کرنا

یہ حقیقت ہے کہ دنیا جہان کی ہر نعمت انسان کی خدمت اور فائدے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہ کر ان سب سے فائدہ اٹھانا انسان کا حق ہے۔ لیکن کسی بھی چیز کے غلط استعمال کی اسے اجازت نہیں، کیونکہ انسان مالکِ مطلق نہیں بلکہ صرف اور صرف امین ہے، حتیٰ کہ وہ اپنی اس جان کا بھی مالک نہیں، جس کی وجہ سے اس کی زندگی کا عمل جاری ہے، اسی لیے غلط جگہ یا غلط طریقے سے اپنی زندگی کا جزو (یعنی کوئی صلاحیت یا وقت) یا کُل خرچ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ اپنی یہ زندگی خود اپنے ہاتھوں ختم کرنا چاہے تو جان کے خالق و مالک نے اسے اس کی اجازت نہیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا[۱]

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقین مانو کہ اللہ تمہارے اوپر مہربان ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ[۲]

"اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو..."

مرنے والے کے ساتھ عام طور پر رحمدلی اور ترس کا معاملہ کیا جاتا ہے، اکثر اوقات مخالف اور دشمن بھی اس موقعے پر ترس کھا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کس قدر مشفق اور سراپا رحمت تھی کہ ہمیشہ اپنے دشمن کے لیے بھی دعائے ہدایت کی۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح حکم نہیں آگیا کسی منافق کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے بھی انکار نہیں فرمایا۔ مگر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی

---

۱ سورت النساء، آیت ۲۹۔

۲ سورت البقرۃ، آیت ۱۲۹۔

کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ[1]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا جس نے تیز دھار ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کر لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَمَّا اَنَا فَلَا اُصَلِّي عَلَيْهِ[2]

"میں تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔"

تقریباً تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امامِ وقت اور نیک لوگوں کو خودکشی کرنے والے کے جنازے میں شریک نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ عام لوگ اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دیں تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کا سامان ہو۔

یہ تو تھی خودکشی کرنے والے کے لیے دنیا میں "آخری اور الوداعی کاروائی"۔ آخرت میں اس کے ساتھ جو معاملہ ہوگا وہ ان احادیث سے صاف ظاہر ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا ــــ وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا ــــ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ترک الصلاۃ علی قاتل نفسہ۔

[2] سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب ترک الصلاۃ علی من قتل نفسہ۔

جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا[1]

"جس کسی نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش کے لیے اسی طرح گرتا رہے گا۔ جس کسی نے زہر پی کر خودکشی کر لی، زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے ہمیشہ ہمیش پیتا رہے گا، اور جس نے دھار والی چیز مار کر خودکشی کر لی، تو وہ دھاردار آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا جس سے وہ جہنم کی آگ میں مسلسل اپنا پیٹ چاک کرتا رہے گا۔"

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَّذِی يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِی يَطْعَنُ نَفْسَهٗ يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ[2]

"جس نے گلے میں پھندا ڈال کر خودکشی کی وہ آگ میں بھی پھندے کے ذریعے خودکشی کرتا رہے گا۔ اور جس نے اپنے آپ کو نیزہ مار کر خودکشی کی وہ آگ میں بھی اسی نیزے سے اپنے آپ کو قتل کرتا رہے گا۔"

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ : بَدَرَنِي بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[3]

ایک آدمی کو زخم تھا۔ اس نے (تنگ آکر) خودکشی کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس نے اپنی جان کے بارے میں مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش کی ہے، لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور تمام مسلمانوں کو قتلِ انسان کی ہر شکل سے محفوظ و مامون رکھے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عنایت فرماتا رہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الطب، باب شرب السّم والدواء بہ۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ۔ سنن الترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن النسائی میں حدیث موجود ہے۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ۔

بیع مؤجّل

کے ضمن میں مولانا محمد طاسین مدّظلہٗ کے موقف پر مولانا قاضی عبدالکریم مدظلہٗ کی تنقید اور مولانا محمّد طاسین کا جواب

بیع مؤجّل کی شرعی حیثیت کے بارے میں مجلس علمی کراچی کے صدر مولانا محمد طاسین صاحب کا ایک مبسوط مقالہ جنوری کے "میثاق" میں شائع ہوا تھا جس میں مولانا موصوف نے بیع نقد اور بیع ادھار میں قیمت کے فرق کو شرعی اعتبار سے محل نظر قرار دیا تھا۔ مولانا کے مقالے کا کچھ حصہ اکوڑہ خٹک کے ماہنامہ "الحق" میں بھی شائع ہوا جس پر کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان کے حافظ عبدالقیوم حقانی صاحب نے صورت مسئلہ کی وضاحت کے لئے ایک استفتاء مرتب کر کے حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کی خدمت میں ارسال کیا۔ ذیل میں وہ استفتاء، حضرت قاضی صاحب کی جانب سے اس استفتاء کا مفصل جواب اور پھر اس جواب کے ضمن میں مولانا محمد طاسین صاحب کا وضاحتی جوابی مقالہ پیش خدمت ہے (ادارہ)

استفتاء

بخدمت گرامی استادِ محترم حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہٗ

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ گزارش یہ ہے کہ "الحق" اکوڑہ خٹک بابت رجب ۱۴۱۲ھ دسمبر ۹۱ء میں حضرت مولانا طاسین صاحب مدظلہٗ کا ایک مضمون آیا ہے جس میں انہوں نے بیعِ نقد اور نسیئہ میں قیمت کے فرق کو ناجائز قرار دیا ہے اور سُود تک سے تعبیر کیا ہے، حالانکہ ہمارے اکابرین اسے جائز قرار دیتے رہے ہیں، جیسا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ امدادیہ میں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امداد المفتین میں، حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہٗ نے احسن الفتاویٰ میں، اور مفتیٔ کُل ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا فتویٰ کفایت المفتی میں ہے۔ ان سب حضرات نے اس کو جائز قرار دیا ہے--- آپ صحیح صورتِ حال سے مطلع فرماویں کہ ان دو باتوں میں تعارض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس کو صحیح سمجھا جاوے اور پوچھنے والوں کو کیا بتلایا جاوے؟ اگر اجازت ہو تو آپ کا جواب تطبیق یا ترجیح کا "الحق" کو

بھی بھیج دوں۔ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ "الحق" بھی مولانا طاسین صاحب کی رائے کی تائید میں ہے کیونکہ اس نے بلا کسی نکیر کے اس کو شائع کیا ہے۔

حافظ عبدالقیوم حقانی

خطیب جامع مسجد لوہاراں ـــــ کلاچی

۲۸ رجب ۱۴۱۲ھ

الجواب: دونوں فتووں میں تعارض ظاہر ہے۔ اکابر علماءِ مذکورین فی السؤال کے فتویٰ کو غلط سمجھنے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ حضرت مولانا طاسین صاحب کا مضمون "الحق" میں ادھورا ہے' "میثاق" میں غالباً مکمل ہے اور مجھے کسی صاحب نے آپ کے مضمون کا عکس فوٹو سٹیٹ بھی بھیجا ہے۔ مولانا نے اپنے مضمون میں دو باتیں فرمائی ہیں۔ میں مختصراً ان پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ جواز کا فتویٰ دینے والوں کے پاس دلیل ہدایہ اور مبسوط کی یہ عبارت ہے: "**اَلا ترٰی انّہ یُزادُ الثّمن لاَجَلِ الاَجل**"۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ معاملہ جائز بھی ہے۔ انہوں نے مرابحہ کی بحث میں صرف لوگوں کی عادت کا ذکر کر دیا ہے' اس کو جائز کہنے کی بات نہیں کی ـــــ دوسری بات یہ کہ جائز کہنے والوں کے پاس قرآن و سنّت کی کوئی دلیل تو نہیں کسی مجتہد کا قول بھی نہیں۔ اس ناکارہ کے ناتمام مطالعہ کے مطابق حضرت مولانا کی یہ دونوں باتیں محلِ نظر ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف لوگوں کی عادت کا ذکر کیا ہے خود اسے جائز نہیں فرمایا' اس کے لئے ناظرین کو "مبسوط" سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے جلد ۱۳ صفحہ ۸ کو ملاحظہ فرمالینا چاہئے۔ عبارت یہ ہے:

> **وَاِذا اعقد العقد علی اَنّہ اِلی اجلٍ کذا بکذا او بالنّقد بکذا او قال اِلٰی شہر بکذا او الی شَہرین بکذا فہو فاسِدٌ لانّہ لم یعامِلْہُ علٰی ثمنٍ معلومٍ و لِنَھیِ النّبیِّ صلّی اللّٰہ علیہ و اٰلہٖ وسلّم عن شَرطَین فی بیعٍ و ھذا ھو تفسیرُ الشّرطین فی بیع**

یعنی جب عقد اس طرح کیا جائے کہ اجل پر قیمت اتنی ہے اور نقد پر اتنی یا ایک مہینہ کا اجل ہو تو قیمت اتنی اور دو ماہ کا اجل ہو تو قیمت اتنی تو یہ عقد فاسد ہوگا اور فاسد اس لئے

ہو گا کہ معاملہ میں ثمن معلوم نہ ہو سکا تردد میں چھوڑ دیا اور اس لئے بھی فاسد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع میں شرطین سے منع فرمایا ہے اور "شرطین فی بیع" کے یہی معنی ہیں ـــــ (یعنی ثمن یا مبیعہ میں تردد) ـــــ آپ نے دیکھا کہ اس صورت کے فساد کی وجہ علامہ سرخسیؒ نے تردد فی الثمن کو کہا ہے جو اصولِ بیع کے بھی خلاف ہے اور نصِ صریح کے بھی۔ علامہ سرخسیؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ صورت چونکہ ربوٰا النسیئہ میں داخل ہے اس لئے فاسد ہے۔ اس پر بھی اگر اطمینان نہیں تو علامہ سرخسیؒ کی اس کے ساتھ متصل یہ صریح عبارت بھی پڑھ لیجئے۔ فرماتے ہیں:

و ھٰذا اِذَا افترَقا علیٰ ھذا فَاِنْ کانا یتر اضیان بَینَھُما و لَمْ یَتفرّقا حتّٰی قاطعہ علیٰ ثمنٍ معلوم و اَتَمّا العقد فَھُوَ جائز لانّھما ما افترقا اِلّا بعد تمام شرط صِحّۃِ العقد

یعنی فساد اس صورت کا اس وقت ہے کہ جب کہ بائع اور مشتری اسی متردادنہ حالت میں ایک دوسرے سے جدا ہو جاویں ـــــ لیکن اگر وہ دونوں راضی ہو گئے اور جدا ہونے سے پہلے پہلے ثمن معلوم کر لیا اور عقد کو اتمام تک پہنچا دیا (یعنی ایک ہی صورت اجل والی یا نقد والی متعین کر لی) تو پھر یہ عقد جائز ہے' کیونکہ اب بائع اور مشتری صحتِ عقد کی شرط کو پورا کر کے آپس میں جدا ہو گئے ہیں ـــــ تو ایسی صورت میں نہ تو بیع کے عام اصول کی خلاف ورزی ہوئی کہ نہ ثمن مجہول ہے اور نہ مبیع' اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کی خلاف ورزی ہوئی کیونکہ شرطین فی بیع کے معنی علامہ سرخسیؒ نے یہی بیان فرمائے کہ ثمن وغیرہ میں تردد ہو کہ یا یہ یا وہ۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا: **و ھٰذا ھُوَ تفسیرُ الشَّرطَیْنِ فِی بَیْعٍ**۔ اب آپ خود ہی فرماویں کہ مولانا کی اس تاویل میں کتنی جان ہے کہ علامہ سرخسیؒ نے لوگوں کی عادت کا ذکر کیا ہے نہ کہ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

دوسری بات کہ مجوزین کے پاس کسی مجتہد کا قول بھی نہیں ہے (اس سے اتنا تو بہرحال معلوم ہوا کہ حضرت مولانا کے نزدیک غیر مجتہد کے لئے' جیسے کہ ہم سب ہیں' مجتہد کا قول بھی دلیلِ شرعی ہے) تو اس کے لئے کتاب الاصل المعروف بالمبسوط للامام الحافظ المجتہد الربانی ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا ص ۹۱' ج ۵ ملاحظہ

فرماویں۔ یہ واضح رہے کہ کتاب کی لوح پر یہ عبارت درج ہے اور جس میں غالبًا کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں:

واِذا باعَ الرّجلُ بیعًا فقالَ ھُو بالنَّسیئۃِ بکذا او بالنَّقدِ بکذا اوَ کذا اوَ قال اِلیٰ اَجلٍ کذا بکذا او کذا اوَ الی اجلٍ کذا بکذا او کذا فَافْتَرَقا علٰی ھٰذا فانّہ لا یَجُوزُ، بَلَغَنا عَنْ رَسولِ اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم انّہ نَہیٰ عن شَرْطَیْنِ فی بیع، قال محمّدٌ حدّثنا بذٰلک ابو حنیفۃٌ رفعہٗ اِلی النّبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

یعنی جب اس طرح کوئی بیع کرے کہ قرض پر اتنی قیمت ہے اور نقد پر اتنی یا ایک ماہ کی مدّت پر اس کی قیمت یہ ہے اور دو ماہ کی مہلت پر قیمت وہ ہے اور پھر اسی تردّد کی حالت میں بائع اور مشتری ایک دوسرے سے جدا ہو جاویں تو یہ بیع ناجائز ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں شرطین سے منع فرمایا ---- یعنی ثمن وغیرہ کا تردّد جیساکہ شرحِ سرخسیؒ سے پہلے گذر چکا ہے ---- کتاب الاصل کی یہ عبارت اس لئے نقل کی گئی تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو کہ زیرِ بحث صورت کو جائز کہنے والوں کے پاس کسی مجتہد کا قول ہے یا نہیں!

باقی رہے وہ بہت سے دلائل اور کثیر عبارتیں جو آپ نے اپنے مضمون میں تحریر فرمائی ہیں تو ان کی تفصیل میں گئے بغیر اتنا عرض ہے کہ مولانا کے خیال میں زیرِ بحث صورت ربٰو النسیئہ میں داخل ہے اور مجوّزین کے نزدیک، جن میں صاحبِ ہدایہ اور صاحبِ مبسوط سرخسیؒ اور خود مجتہدِ ربّانی امام محمد شیبانیؒ شامل ہیں، یہ صورت ربٰو النسیئہ میں داخل نہیں۔ ورنہ اس کے عدمِ جواز کو صورتِ تردّد تک محدود نہ رکھتے، تعینِ صورت نقد بالنسیئہ پر جواز کا فتویٰ نہ دیتے اور صاف فرما دیتے کہ یہ صورت ربٰو النسیئہ کی ہے اور اس لئے حرام ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اجل ایک وصف ہے اور وصف کا نہ کوئی عوض دیا جا سکتا ہے نہ لیا جا سکتا ہے، لیکن وصفِ مرغوب کی وجہ سے قیمت بڑھ سکتی ہے اور نامرغوب کی وجہ سے قیمت گھٹ سکتی ہے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اصول بتلا دیا کہ "جَیّدُھا وَرَدِیُّھا سَواءٌ" کہ جیّد اور ردی کا مقابلہ تو برابر برابر لینا ہو گا، جودت کے عوض

زیادتی نہ دے سکتے ہو نہ ہی لے سکتے ہو۔ بہترین کھجور کے ایک سیر کے بدلہ میں معمولی کھجور کے دو سیر دینے سے منع فرما دیا، کیونکہ اس میں سیر کے بدلے سیر آ جاتا اور دوسرا سیر وصفِ جودت کے عوض میں لیا جاتا جو کہ ناجائز ہے ـــــ لیکن خود ہی حیلہ کی یہ صورت بتلا دی کہ ردّی کو کم قیمت پر بیچ ڈالو، بجائے ایک سیر کے دو سیر فروخت کر دو اور پھر بہتر کھجور کو زیادہ قیمت سے لے لو ـــــ تو بہترین کھجور کی قیمت کا اضافہ کیا اس وصفِ مرغوب کی وجہ سے نہیں ہوا؟ اس عقلی اور فطری بات کا انکار آخر کون کر سکتا ہے کہ مرغوب چیز کی قیمت بمقابلہ نامرغوب کے زیادہ ہو گی۔ اس کے باوجود یہ صورت جائز نہیں کہ ایک سیر بہتر کھجور کے بدلہ معمولی کھجور کا ایک سیر تو سیر کے مقابلہ میں ہو اور دوسرا سیر جودت کے مقابلہ میں ہو، اور اسی طرح یہ بھی ناجائز ہے کہ بہتر کھجور والے کو معمولی کھجور کا ایک سیر اور مثلاً ایک روپیہ بھی ساتھ دے دیا جائے کیونکہ اس صورت میں یہ روپیہ یا یہ دوسرا سیر وصف کے عوض ثابت ہو گا اور وصف کا عوض لینا جائز نہیں۔ لیکن بہتر کھجور کو عام کھجوروں کے نرخ سے زیادہ قیمت پر خریدنا بالکل جائز ہے، حالانکہ یہاں بھی قیمت کی زیادتی وصف کی وجہ سے ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔ یہی معاملہ ہے اجل کا بھی ـــــ کہ نفسِ اجل کا عوض لینا ناجائز ہے اور لیکن بوجہ اجل کے قیمت کا بڑھ جانا فطری اور عقلی بات ہے اور شریعت نے اس کو منع نہیں فرمایا۔ حضورؐ نے فرما دیا کہ بہتر کھجور کو زیادہ قیمت سے خرید لیا کرو۔ اسی کو فقہائے اسلام نے فرمایا: "انّ لاجل لایقابلہ الثمن" اور "و انّ الثمنَ یُزادُ لِاَجلِ الاَجل" ـــــ نفسِ اجل پر عوض لینے کی وہی صورت ہے جو آپ کی عبارات میں بھی ہے اور جس کو ربٰو النسیئہ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ عقد ہوا اس پر کہ ایک ماہ کے بعد اس مبیعہ کا ایک روپیہ دے دو اور جب مشتری نے ایک ماہ کے بعد روپیہ نہیں دیا تو کہا کہ چلو دوسری پہلی پر دے دو لیکن چار آنہ بڑھا کر، تو یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اجل ہی کو بیچا گیا۔ لیکن اجل ایک وصفِ مرغوب ہے کہ مشتری کو فوری رقم نہیں دینی پڑتی، آسانی سے کام چلا لے۔ اس لئے اس کی قیمت بڑھ گئی جیسے جید کھجور کی قیمت بوجہ جودت کے بڑھ گئی ـــــ حالانکہ صرف جودت کا عوض نہ اپنی جنس سے دیا جا سکتا تھا نہ غیر جنس سے، جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں۔

النسیئہ میں داخل نہیں' بلکہ اس مسئلہ میں مولانا کے ہم خیال حضرت مولانا مفتی سیاح الدین صاحب مرحوم' جن کا اسی مسئلہ پر مضمون جنوری کے "حکمتِ قرآن" میں چھپا ہے اور انہوں نے بہت سی وہی عبارتیں نقل کرنے کے بعد جو کہ مولانا کے مضمون میں ہیں' لکھا ہے کہ: "سود سے اس بیع مؤجل کا فرق دو وجہوں سے ہے کہ یہ دَین پر اضافہ نہیں بلکہ شروع ہی سے ثمن مہنگا بتلا دیتا ہے۔ نیز مدت بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس زیادتی میں اضافہ نہیں ہوتا"۔ پھر آگے لکھا کہ: "یہ زیر بحث مسئلہ اگرچہ عین ربٰو تو نہیں مگر یہاں بھی ذہنیت وہی سود خوارانہ ہے"۔ پھر کہتے ہیں: "یہ مقصد اور مفاسد کے لحاظ سے ایک حرام حیلہ ہے یا اگر نرم الفاظ استعمال کئے جاویں تو مکروہ اور شریعتِ اسلامی کے اصل مزاج کے خلاف ایک حیلہ ہے"۔ (اگر حضرت مفتی مرحوم بقیدِ حیات ہوتے تو ان سے اسلام کے اصل مزاج اور غیر اصل مزاج کا فرق دریافت کیا جاتا) بہرحال مفتی صاحب کے نزدیک بھی ان عبارات سے مسئلہ زیر بحث یقینی طور پر ثابت نہیں' کیونکہ ربٰو النسیئہ اور اس صورت میں دو وَجہوں سے فرق ہے ---- ربٰو النسیئہ عین سُود ہے جب کہ یہ عین سود نہیں' اس کو حرام کہنے کی جگہ مکروہ کہنے کی گنجائش ہے۔

باقی رہی یہ جذباتی بات کہ اس سے مجبور لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے تو گزارش یہ ہے کہ اگر ضروریاتِ زندگی کی چیزیں مثلاً خورد و نوش کی اشیاء' علاج و دوا کی چیزیں' ستر پوشی کا عام لباس' حتّٰی کہ جانوروں کا چارہ اور گھاس وغیرہ کمیاب ہونے کی وجہ سے مہنگے داموں بیچی جائیں تو وہ یقیناً حرام اور عذابِ الٰہی کا باعث ہے --- مگر اس میں نہ تو مؤجل اور معجل کا فرق ہے' نقد کی صورت میں ایسا کرے تو بھی گناہ کبیرہ اور اجل کی صورت میں ایسا کرے تو بھی عذابِ الٰہی کا مستحق اور نہ بایں معنٰی کہ وہ بیع ہی نہیں ہوتی ---- بیع ہو گئی' طے شدہ دام دینے پڑیں گے' ہاں بوقتِ ضرورت حکومت تسعیر سے کام لے سکتی ہے اور اس کی مخالفت پر تعزیر کا حق بھی رکھتی ہے مگر اس سے زیر بحث مسئلہ کو مطلقاً حرام کہنا' سود کہنا اور بار بار قطعی حرام کہنا مناسب نہیں۔ اس سے یا تو تمام فقہاءِ مجوزین اور ان کے متبعین کی تجہیل لازم آتی ہے یا تفسیق' جو کسی طرح بھی اخلافِ صالحین کے شایانِ شان نہیں۔ تجہیل اس لئے کہ یہ روایات اور عبارات عام

سے چشم پوشی کی اور لوگوں کو غلط راستہ پر ڈالا۔ اس طرح بے باکی سے اخلاف اگر اسلاف کو بدنام کرتے رہے تو نفاذِ اسلام و شریعت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے سے رہا۔ وَالْاَمْرُ بِیَدِ اللّٰہِ ــــ علاوہ ازیں یہ کاروبار قرض مال خریدنا ہمیشہ مجبوری سے ہی نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر صورتیں ایسی ہیں کہ کاروباری لوگ کاروبار بڑھانے کے لئے ایسا کرتے ہیں تو ایسے میں ظاہر ہے کہ گناہ بھی نہیں۔ اسی طرح وہ اشیاء جو صرف عیاشی کے لئے خریدی جاتی ہیں یا زیادہ سہولت کے لئے، ان کو گراں قیمت پر دینے میں بھی کوئی قباحت معلوم نہیں ہوتی۔ فقط واللہ اعلم

"الحق" کو بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔ باقی ان کا خیال تو ان کو ہی معلوم ہو گا، شاید تکمیلِ مضمون کے بعد کوئی تائید یا ترمیم و تردید لکھیں۔ بہتر ہے کہ "حکمتِ قرآن" لاہور کو بھی بھیج دیا جاوے، کیونکہ انہوں نے اس پر مختلف مقالات شائع کرنے کی پیش کش کی ہے۔ والسلام

عبدالکریم غُفِرلہٗ ولوالدَیہ
از نجم المدارس کلاچی
(بانی و سرپرست تحریکِ عملِ نفاذِ شریعت پاکستان)
۲۹ رجب ۱۴۱۲ھ

محترم قاضی صاحب کے جوابی مضمون سے متعلق چند گزارشات

ــــ از مولانا محمد طاسین ــــ

بڑی خوشی کی بات ہے کہ محترم المقام حضرت قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہم نے میرے مضمون کا جواب تحریر فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ سے دلچسپی رکھنے والے دیگر اہلِ علم حضرات بھی اس پر لکھیں، تاکہ اصل حقیقتِ حال نکھر کر سامنے آئے۔ البتہ اس کے لئے ضروری ہے کہ خوب اچھی طرح تیاری کر کے سنجیدہ انداز سے اور مضبوط دلائل کے ساتھ تحقیقِ حق کے مقصد سے لکھا جائے، کیونکہ یہ مسئلہ حقوق العباد سے متعلق اور حلال و حرام کا مسئلہ ہے، لہٰذا اس میں پوری احتیاط ہونی چاہیے!

حضرت قاضی صاحب موصوف کے جوابی مضمون کو بغور پڑھنے کے بعد ایک تو یہ محسوس ہوا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش نہیں فرمائی جس پر میں نے اپنے مضمون میں قدرے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے جواب میں امام محمدؒ الشیبانی کی "کتاب الاصل" اور علامہ السرخسیؒ کی "المبسوط" سے جو عبارات پیش فرمائی ہیں وہ ایک دوسرے معاملہ سے متعلق ہیں، میرے زیر بحث معاملہ سے متعلق نہیں۔ ان عبارات میں جس معاملے کا ذکر ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک بائع مشتری سے کہتا ہے کہ اگر ابھی نقد ادا کرو تو میری اس چیز کے ثمن اتنے اور اگر سال کے ادھار پر لو تو اس کے ثمن اتنے ہوں گے! اس معاملہ کے فاسد و ناجائز ہونے کی وجہ مذکورہ عبارات میں یہ بتلائی گئی ہے کہ اس میں ثمن کی جہالت کے ساتھ دو شرطیں موجود ہیں، جن کی ایک حدیث نبویؐ میں واضح ممانعت ہے۔ لیکن اس کے بعد "المبسوط" میں یہ بھی لکھا ہے کہ فریقین جدا ہونے سے پہلے اسی مجلس میں ایک شکل پر متفق ہوجائیں تو معاملہ جائز ہوجاتا ہے ——— جبکہ میرے زیر بحث معاملہ کی صورت یہ ہے کہ بائع یہ جانتے ہوئے کہ مشتری میری چیز کو نقد سے نہیں خرید سکتا بلکہ صرف ادھار ہی سے خرید سکتا اور خریدنا چاہتا ہے لہٰذا وہ معاملہ کرتے وقت نقد کا نام ہی نہیں لیتا اور صرف ادھار کی بات کرتا اور کہتا ہے کہ میری یہ چیز جس کی بازار میں مثلاً ایک ہزار روپے قیمت مقرر ہے اور نقد کی صورت میں ایک ہزار روپے میں عام طور پر لی دی جاتی ہے ایک سال کے ادھار پر ڈیڑھ ہزار روپے میں دے سکتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ معاملہ کی اس صورت میں نہ ثمن میں تردد اور جہالت ہے اور نہ اس کے اندر دو شرطیں پائی جاتی ہیں، لہٰذا یہ معاملہ اس معاملے سے مختلف ہے جس کا "کتاب الاصل" اور "المبسوط" کی عبارات میں ذکر ہے، لہٰذا اس کے جواز و عدم جواز کا اس معاملے کے جواز و عدم جواز سے کوئی تعلق نہیں۔ گویا ان عبارات کو بلا ضرورت نقل کیا گیا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے میں یہاں یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بیچی/خریدی جانے والی چیزیں دراصل دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کی بازار میں قیمت مقرر ہوتی ہے اور مقررہ نرخ پر ان کی خرید و فروخت کی جاتی ہے، اور دوسری وہ جن کی نہ

بازار میں قیمت مقرر ہوتی اور نہ عام طور پر ان کی بیع و شراء ہوتی ہے۔ پہلی قسم کی چیزوں کو ان کا مالک نقد کی صورت میں ہر اس ثمن کے عوض بیچ سکتا ہے جس پر وہ اور خریدار رضا مند ہوجائیں۔ اس طرح کا ثمن بازار کی مقررہ قیمت کے برابر بھی ہوسکتا ہے اور اس سے کچھ کم یا زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً بازار کے نرخ کے مطابق اس چیز کی قیمت سو روپے ہے تو نقد خرید فروخت میں وہ پورے سو روپے میں بھی لی دی جاسکتی ہے اور سو روپے سے کچھ کم اور زیادہ میں بھی لی دی جاسکتی ہے ' اگرچہ زیادہ میں اس کا لین دین بہت ہی کم کہیں ہوتا ہے اور عام طور پر نقد سے خریدنے والا اس قیمت سے زائد نہیں دیتا جو بازار میں رائج ہوتی ہے۔ ادھار کی صورت میں ایسی چیزوں کو بازار کی مقررہ قیمت سے زائد ثمن میں لینا دینا اس وجہ سے ناجائز قرار پاتا ہے کہ اس میں اصل قیمت پر جو زائد ہوتا ہے وہ اجل اور مدتِ قرض کے عوض ہوتا ہے لہٰذا وہ ربٰوا النسیئہ کے تحت آتا ہے جو حرام ہے۔

دوسری قسم کی چیزیں وہ ہوتی ہیں جن کی بازاری نرخ کے مطابق قیمت مقرر نہیں ہوتی اور نہ عام طور پر بازاروں میں ان کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ ایسی چیزیں نقد کی صورت میں بھی اور ادھار کی صورت میں بھی فریقین جس ثمن پر چاہیں خرید و فروخت کرسکتے ہیں ' ایسی چیزوں کی چونکہ بازاری نرخ سے کوئی قیمت مقرر نہیں ہوتی لہٰذا ان کے کسی ثمن کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ان کی اصل قیمت سے زیادہ ہے' کیونکہ زیادہ کا تصور اس وقت ہوتا ہے جب اصل قیمت متعین ہو جو یہاں متعین نہیں ہوتی۔ بنا بریں ایسی چیزوں کے ادھار کے ثمن کو اصل قیمت ' اور نقد کے ثمن کو اصل قیمت سے کم رعایتی قیمت قرار دیا جاسکتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ادھار کی صورت میں ' نقد کی صورت کی نسبت ثمن میں جو زیادتی ہوتی ہے اس کو اجل یعنی مدتِ ادھار کا عوض نہیں کہا جاسکتا ' لہٰذا یہ معاملہ ربٰوا النسیئہ کے مشابہ اور حرام نہیں ہوتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر مذکورہ دو قسم کی چیزوں کی مثال سے وضاحت کردی جائے تو حقیقت حال اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گی۔ پہلی قسم کی چیزوں کی مثال وہ مختلف قسم کی مشینیں' موٹر سائیکل' موٹر کار ' ٹرک نیز وہ تمام اشیاء جن کے

بازاروں میں نرخ مقرر ہوتے اور ناپ تول گنتی وغیرہ کے ذریعے ان کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ نقد کی صورت میں ایسی چیزوں کی خرید و فروخت ہر اس ثمن پر جائز ہوتی ہے جس پر فریقین یعنی بائع اور مشتری کا اتفاق ہوجائے اور ان کی رضا مندی موجود ہو، خواہ وہ اصل بازاری قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم اور کچھ زیادہ ہو۔ لیکن ادھار کی صورت میں ایسی چیزوں کی خرید و فروخت اس ثمن پر تو جائز ہوتی ہے جو بازاری قیمت کے برابر ہو لیکن اس ثمن پر جائز نہیں ہوتی جو بازاری قیمت سے زائد ہو، مثلاً ایک مشین یا گاڑی جس کی قیمت کمپنی کی طرف سے مثلاً ایک لاکھ روپے مقرر ہوئی اور اس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوتی ہے ایک مالدار شخص اس کو ایک لاکھ میں خرید کر دوسرے شخص پر ایک سال کے ادھار سے ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کرتا ہے اور طے کرتا ہے کہ ادائیگی ایک سال کے اندر قسطوں میں ہوتی رہے گی یا سال پورا ہونے پر یکمشت ہوگی تو یہ معاملہ ربٰو سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ناجائز قرار پاتا ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں ادھار کی جس شکل کو ناجائز بتلایا ہے وہ صرف یہی شکل ہے جس نے آج ایک باقاعدہ کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے اور غلط فہمی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اسلام میں یہ جائز اور حلال ہے۔ میں نے قرآن و حدیث کے جن دلائل کی بنا پر اس کو ناجائز لکھا ہے وہ میرے مضمون میں واضح طور پر موجود ہیں۔ جن اصحابِ علم کے نزدیک میرے دلائل اور ان سے اخذ کردہ نتیجہ غلط ہے ان پر لازم آتا ہے کہ وہ معاملۂ مذکورہ کو قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس سے جائز ثابت کریں۔ اگر جائز ثابت کردیں گے تو میں فوراً اپنی غلطی کا اعتراف اور اعلان کروں گا۔

دوسری قسم کی چیزوں کی مثال مکانوں سے دی جاسکتی ہے جن کی بازاروں میں نہ خاص نرخ سے ایک قیمت مقرر ہوتی ہے نہ اشیاء منقولہ کی طرح خرید و فروخت ہوتی ہے۔ مکانات چونکہ اپنے تعمیری نقشے، تعمیری مواد، چھوٹے بڑے، نئے و پرانے اور محل وقوع وغیرہ کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی قیمتیں بھی مختلف ہوتی ہیں، جیسا کہ سب جانتے ہیں۔ اور چونکہ مذکورہ امور کی بنا پر ان کی کوئی ایک قیمت مقرر نہیں ہوتی لہٰذا نقد اور ادھار جس صورت میں بھی ان کی خرید و

فروخت جس ثمن پر بھی ہو جائز ہوتی ہے۔ مکان بیچنے والا خریدنے والے سے کہتا ہے کہ اگر نقد ادا کرو تو ثمن مثلاً ایک لاکھ اور سال کے ادھار پر لو تو ثمن سوا لاکھ ہوں گے تو یہ معاملہ اس وجہ سے درست ہوتا ہے کہ ادھار کی صورت میں جو پچیس ہزار کا اضافہ ہے وہ اصل قیمت پر مدتِ ادھار کے عوض اضافہ نہیں۔ اس لئے کہ یہاں اصل قیمت سرے سے متعین ہی نہیں، بلکہ اس صورت میں کہہ سکتے ہیں کہ ادھار والے ثمن اصل قیمت کے قائم مقام اور نقد والے ثمن بطور رعایت کے کم ہیں، نہ یہ کہ نقد والے ثمن اصل قیمت اور ادھار والے ثمن اس پر اضافہ ہیں، کیونکہ ثمن اور قیمت کے درمیان لزوم اور تساوی کا تعلق نہیں بلکہ عام خاص مطلق کا تعلق ہے۔ یعنی ہر قیمت تو ثمن ہوسکتی ہے لیکن ہر ثمن قیمت نہیں ہوتا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بسااوقات ایک چیز بازار کی قیمت سے کم ثمن پر بیچی خریدی جاتی ہے۔ ایسی بیع کا نام "بیع بالوضیعہ" ہے جو بالکل جائز مانی گئی ہے۔ اسی طرح ادھار کے ثمن کے لئے بھی لازمی نہیں کہ وہ چیز کی اصل قیمت سے ہمیشہ زائد ہو، کیونکہ قرضِ حسن کی صورت میں ادھار چیز کے ثمن اصل قیمت کے برابر ہوتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں "المبسوط" میں جس معاملے کا ذکر اور اس کی ایک صورت کے جواز کا بیان ہے اس کا تعلق دوسری قسم کی کسی چیز سے ہے جس کی بازار میں قیمت مقرر نہیں ہوتی، لہٰذا اس کو نقد کی صورت میں کم ثمن پر اور ادھار کی صورت میں زیادہ ثمن پر بیچا خریدا جاسکتا ہے جو جائز ہوتا ہے۔

اور اگر کسی کو اس پر اصرار ہو کہ المبسوط کی مذکورہ عبارت سے ہر چیز کو ادھار کی صورت میں زیادہ ثمن پر بیچنے خریدنے کا جواز نکلتا ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی اس عبارت کی حیثیت قرآن کی آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تو ہے نہیں، بلکہ اس سے جو بات نکلتی یا نکالی جاتی ہے وہ اپنی صحت کے لئے شرعی دلیل کی محتاج ہے، حالانکہ وہاں کوئی ایسی دلیل مذکور نہیں جو حلال و حرام کے ثبوت کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح "المبسوط" اور "الھدایہ" کی وہ عبارات جو باب المرابحہ کے ایک جزیئے میں مذکور ہیں اور جن کو بعض کتبِ فتاویٰ میں مسئلہ زیرِ بحث کے جواز کے متعلق بطور دلیل پیش کیا گیا ہے ان سے کہیں یہ ظاہر اور ثابت نہیں

ہوتا کہ ادھار پر بیچی خریدی جانے والی ہر چیز کے ثمن میں اجل کے عوض اضافہ کرنا شرعاً جائز ہے۔ ان سے زیادہ سے زیادہ جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ کہ لوگ عادۃً ایسا کرتے ہیں اور یہ کوئی شرعی دلیل نہیں ۔ شرعی دلیل وہ ہوتی ہے جس کا اجمالی یا تفصیلی ذکر قرآن و حدیث میں ہو۔ صاحبِ ہدایہ کی اس عبارت **"الا یُریٰ انہ یزداد فی الثمن لاجل الاجل"** سے مطلب لینا کہ ان کے نزدیک اجل کے عوض ثمن میں اضافہ جائز ہے ان کی طرف ایک ایسے مطلب کو منسوب کرنا ہے جو کسی طرح ان کا مطلب نہیں اور **"توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ"** کا مصداق ہے۔

بہر حال میں یہاں یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے مسئلہ زیر بحث پر جو لکھا ہے وہ اپنے اس علم و فہم کے مطابق لکھا ہے جو اللہ علیم و خبیر نے مجھے اپنی رحمت سے عطا فرمایا ہے اور لکھنے سے پہلے بہت کچھ پڑھا اور سوچا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم کتب خانہ دے رکھا ہے اور میں نے اس سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے ۔ جہاں تک خطا و غلطی کا تعلق ہے وہ بڑے سے بڑے مجتہد سے بھی ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث نبویؐ کے مطابق مجتہد کی اجتہادی رائے صحیح و صواب بھی ہو سکتی ہے اور غلط و خطا بھی ہو سکتی ہے ' اگرچہ خطا کی صورت میں بھی اس کو اجر ملتا ہے۔ رہے ہم جیسے اہلِ علم تو وہ کس شمار و قطار میں ہیں اور ان کا کیا مقام ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ میں نہ کسی دار الافتاء کا سکہ بند مفتی اور نہ کسی عدالت کا رسمی قاضی ہوں ' لہٰذا میری تحریر کی حیثیت نہ فتوے کی ہے اور نہ فیصلے کی،بلکہ ایک سوال کے متعلق علمی و تحقیقی جواب کی ہے جو قرآن و حدیث کے حوالے سے مجھ سے دریافت کیا گیا۔

میرے مضمون کی دوسری بات جس کا جواب دینے کی حضرت قاضی صاحب موصوف نے زحمت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ جو اہلِ علم حضرات معاملہ زیر بحث کے جواز کے قائل ہیں وہ اس کے ثبوت میں نہ قرآن مجید کی کوئی آیت پیش فرماتے ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث' نہ آثارِ صحابہ و تابعین میں سے کوئی اثر ' نہ حضرات ائمہ مجتہدین کا کوئی اجتہادی قول اور نہ مسلّمہ قواعدِ فقہیہ میں سے کوئی فقہی قاعدہ پیش فرماتے ہیں ' بلکہ

بطور دلیل فقہ حنفی کی دو کتابوں "المبسوط" اور "الہدایہ" کی ایک عبارت پیش فرماتے ہیں الخ۔ اس کے جواب میں قاضی صاحب موصوف نے جو تحریر فرمایا ہے اس میں بطور جواب نہ قرآن حکیم کی کوئی آیت پیش فرمائی ہے، نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث اگرچہ ضعیف ہی ہو، نہ آثار صحابہ و تابعین میں سے کوئی قولی و فعلی اثر اور نہ فقہی قواعد کلیہ میں سے کوئی قاعدہ کلیہ پیش فرمانے کی زحمت فرمائی ہے، بلکہ صرف "کتاب الاصل" سے امام محمد الشیبانی کا ایک قول نقل فرمایا ہے۔ حالانکہ ائمہ مجتہدین سے میری مراد وہ ائمہ اربعہ تھے جن کی طرف چار فقہی مذاہب منسوب ہیں نہ کہ ان کے شاگرد جن کا درجہ مجتہد فی المذہب کا تو ہے لیکن مجتہد مطلق کا نہیں۔ بہر حال میں امام محمدؒ کے قول کو بھی مجتہد کا قول مانتا ہوں لیکن تعجب اور تأسف کی بات یہ ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے کتاب الاصل سے امام محمدؒ کا جو قول نقل فرمایا ہے اس کا میرے زیر بحث مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے کسی لفظ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ادھار چیز زیادہ قیمت پر بیچنا خریدنا جائز ہے، بلکہ اس قول کا جس معاملے سے تعلق اور جس کو خود امام محمدؒ نے ناجائز کہا ہے وہ دوسرا معاملہ ہے جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے اور جس کی ایک شکل کو صاحب مبسوط نے تو جائز کہا لیکن کتاب الاصل میں نہ اس شکل کا ذکر ہے اور نہ اس کے جواز کا، بلکہ صرف اس شکل کا ذکر ہے جس کو صاحب مبسوط نے بھی فاسد و ناجائز لکھا ہے۔ امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ اس معاملے کی ایک شکل جائز بھی ہے جیسا کہ علامہ السرخسی نے المبسوط میں لکھا ہے، لیکن محترم قاضی صاحب نے اپنے جوابی مضمون میں علامہ السرخسی کی جائز کردہ شکل کو امام محمدؒ کی طرف منسوب کردیا ہے جو خلافِ واقعہ اور غلط ہے، کیونکہ اس شکل کا نہ کتاب الاصل کی اس عبارت میں ذکر ہے جو جلد پنجم کے صفحہ ۹۱ سے خود قاضی صاحب نے نقل کی ہے اور نہ اس عبارت میں ذکر ہے جو اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ پر ہے۔ بات یہ ہے کہ جب کوئی یہ ٹھان لے کہ مجھے دوسرے کی بات کا بہر طور جواب دینا اور اس کی تردید کرنی ہے تو بعض دفعہ غیر شعوری طور پر ایسی بات کہہ جاتا ہے جو خود اس کے نزدیک بھی درست نہیں ہوتی۔

غرضیکہ مذکورہ بالا تحریر سے یہ صاف واضح ہوجاتا ہے کہ معاملہ زیر بحث کے جواز

سے متعلق محترم قاضی صاحب قولِ مجتہد پیش کرنے سے بھی قاصر رہے۔

اگر قاضی صاحب اس بارے میں "کتاب الحجۃ علیٰ اہل المدینہ" سے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا وہ قول پیش کرتے جو امام محمدؒ نے ایک مسئلہ کے ضمن میں لکھا ہے تو اس کا مسئلہ زیرِ بحث سے ضرور کچھ تعلق تھا، لیکن انہوں نے شاید اس قول پر مشتمل کتاب الحجہ کی عبارت کو اس وجہ سے پیش نہیں کیا کہ اس کتاب کا وہ مرتبہ نہیں جو امام محمدؒ کی دوسری کتابوں کا ہے۔ حنفی فقہ و فتاویٰ کی اہم کتابوں میں امام محمد کی دوسری کتابوں کے حوالے تو جا بجا بکثرت ملتے ہیں لیکن کتاب الحجہ کے حوالے نہیں ملتے۔ یہ ایک مناظرانہ قسم کی کتاب ہے، ظاہر الروایات میں شامل نہیں۔ بہر حال وہ عبارت اس طرح ہے:

> **"محمد قال: قال ابو حنیفۃ رضی اللّٰہ عنہ فی الرّجل یکون لہ علی الرّجل مائۃ دینار الیٰ اجل، فاذا حلّت قال الذی علیہ الدّین بِعنی سلعۃ یکون ثمنہا مائۃ دینار نقدًا بمائۃ و خمسین الیٰ اجلٍ، انّ ھذا جائز لانّھما لم یشترطا شیئًا و لم یذکرا امرًا یفسد بہ الشّراء، و قال اھل المدینۃ لا یصلح ھذا"** (ج ۲، ص ۶۹۴)

> ترجمہ: "امام محمدؒ نے کہا حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ایسے معاملے کے متعلق فرمایا جس میں ایک شخص کے دوسرے شخص کے ذمے پر ایک خاص مدت کے لئے ایک سو دینار دَین ہوں، پھر جب ادائیگی کا مقررہ وقت آئے تو مدیون اپنے دائن سے کہے کہ آپ مجھ پر اپنی کوئی ایسی چیز جس کے نقد ثمن ایک سو دینار ہوں ڈیڑھ سو دینار میں ایک خاص وقت تک بیچ دیجئے، یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ اس میں فریقین نے نہ کوئی ایسی شرط لگائی اور نہ کسی ایسی چیز کا ذکر کیا جس سے معاملہ فاسد ہوجاتا ہے، لیکن اہلِ مدینہ نے کہا کہ یہ معاملہ درست نہیں"

مذکورہ عربی عبارت کے لفظی ترجمہ سے معاملے کی پوری تصویر واضح نہیں ہوتی، لہٰذا اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ مدیون وقتِ مقررہ پر ادائیگی سے قاصر ہو اور مزید مہلت حاصل کرنے کے لئے دائن سے کہے کہ آپ اپنی کوئی چیز جس کے نقد

ثمن ایک سو دینار ہوں مجھ پر ڈیڑھ سو میں ادھار بیچ دیجئے' لینے کے بعد میں وہ چیز آپ کو واپس کردوں گا' اس طرح ایک سو دینار ادا ہوجائیں گے اور ڈیڑھ سو میرے ذمہ باقی رہ جائیں گے جو میں اگلی مقررہ مدت پوری ہونے پر ادا کرونگا۔ گویا اس معاملے میں پچاس دینار مزید مہلت بڑھانے کے لئے زیادہ کئے گئے۔ کتاب الحجہ کی مذکورہ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے لیکن اہل مدینہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس کے بعد کتاب الحجہ کی جو عبارت ہے اس میں امام محمدؒ نے سوال و جواب کے مناظرانہ طریقہ سے اہل مدینہ کے وہ دلائل بھی نقل کئے ہیں جن کی بنا پر وہ معاملہ مذکورہ کو فاسد و ناجائز کہتے تھے اور ساتھ ساتھ الزامی طور پر ان دلائل کا جواب بھی دیا۔ گویا ان پر تنقید کر کے ان کو رد کیا ہے لیکن انداز محققانہ سے زیادہ مناظرانہ ہے۔ میں اس عبارت کو ترجمہ کے ساتھ یہاں اس لئے نقل نہیں کررہا کہ سہوِ کاتب کی وجہ سے' جیسا کہ محشّی نے بھی لکھا ہے' اس میں کچھ حک و اضافہ ہوا' لہٰذا کچھ الجھ کر رہ گئی ہے۔ ایسی صورت میں اس کا ترجمہ کچھ مفید نہیں ہوسکتا۔ علماء کرام براہ راست اس کو کتاب الحجہ میں دیکھ سکتے ہیں جن کے پاس وہ موجود ہو۔ دراصل علماء کرام ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس کے دلائل میں کتنا وزن ہے۔ بہرحال کتاب الحجہ کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس معاملہ کے جواز و عدمِ جواز میں اختلاف رہا ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز اور علماء مدینہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ علماءمدینہ میں نمایاں نام حضرت امام مالکؒ کا ہے کیونکہ امام مالک نے "مؤطا" میں اس معاملے کو فاسد لکھا ہے اور یہ بھی کہ ہمیشہ علماءمدینہ اس معاملے سے روکتے اور منع کرتے رہے ہیں۔ مؤطا امام مالک کی وہ عبارت جس میں یہ بیان کیا گیا ہے درج ذیل ہے۔

"قال مالک فی الرّجُل یکون لہٗ علی الرّجلِ مائۃ دینار الٰی اجلٍ، فَاِذَا حلّت قال لہ الّذی علیہ الدَّین بِعنی سلعۃً یکون ثمنہا مائۃ دینار نقدًا بمائۃ و خمسین دینارًا اِلٰی اجلٍ' ھذا بیع لا یصلح' و لم یزل اھل العلم یَنہون عنہ' قال مالک و انّما کرہ ذٰلک لانہ انّما یعطیہ ثمن ما باعہ بعَینہٖ و یؤخّر عنہ المائۃ الاولٰی الٰی اجلِ الّذی ذکر لہ

آخر مرّة و یزداد علیہ خمسین دیناراً الی تاخیرہ عنہ فھٰذا مکروہ ولا یصلح و ھو ایضًا یشبہ حدیث زیدِبن اسلم فی بیع اھلِ الجاھلیۃ انّھم کانُو ااذا حلّت دیو نھم قالو اِللّذی علیہ الدَّین امّاان تقضی و امّاان تربی' فان قضیٰ اَخذو اوَ اِلّا زَادُوھم فی حقو قِھم وزادوا فی الاجل"

ترجمہ: "امام مالکؒ نے اس معاملہ کے بارے میں جس میں ایک شخص کے دوسرے پر ایک مدت کے لئے ایک سو دینار بطور دین ہوں' پھر جب ادائیگی کا مقررہ وقت آئے تو مدیون اپنے دائن سے کہے کہ آپ اپنی کوئی چیز جس کی نقد قیمت ایک سو دینار ہو ایک خاص مدت کے لئے مجھ پر ڈیڑھ سو دینار میں فروخت کردیجئے، فرمایا کہ بیع کا یہ معاملہ درست اور جائز نہیں' مدینہ کے اہل علم ہمیشہ اس سے روکتے اور منع فرماتے رہے ہیں۔ (ظاہر ہے کہ یہ اہل علم صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ عظام ہی ہوسکتے ہیں) پھر امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس معاملے کو اس وجہ سے مکروہ (حرام) قرار دیا گیا ہے کہ اس میں مدیون دائن کو اس چیز کے ثمن بعینہ پورے دے دیتا ہے جو اس نے زیادہ ثمن پر بیچی تھی اور دائن پہلے سو دینار کی ادائیگی نئی مقرر کردہ مدت تک مؤخر کردیتا ہے اور تاخیر کے بدلے پچاس دینار بڑھا دیتا ہے' لہٰذا یہ مکروہ (حرام) ہے اور درست نہیں۔ نیز یہ اہل جاہلیت کی اس بیع کے مشابہ ہے جس کا حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے کہ اہل جاہلیت کا یہ طرز عمل و طریقہ تھا کہ جب ادائیگی کا مقررہ وقت آتا تو اپنے مدیون (قرضدار) سے کہتے ادا کرتے ہو یا مزید مدت کے بدلے دَین کے مال کو بڑھانا چاہتے ہو۔ چنانچہ اگر وہ ادا کردیتا تو لے کر معاملہ ختم کردیتے ورنہ مدت کے اضافے کے ساتھ مال دین میں اضافہ کردیتے۔"

مؤطا امام مالک کے ایک شارح نے ایک مثال سے اس معاملہ کی وضاحت اس طرح کی ہے: زید کے بکر کے ذمہ پر ایک ہزار دینار ایک مہینہ کے لئے قرض تھے'

مہینہ پورا ہونے پر بکر ادائیگی کے قابل نہ تھا لہٰذا اس نے مدت قرض مزید بڑھانے کے لئے ایک حیلہ نکالا۔ وہ یہ کہ زید سے کہا کہ آپ اپنی کوئی ایسی چیز جس کی بازار میں حاضر قیمت ایک سو دینار ہو مجھ پر ڈیڑھ سو دینار میں ادھار بیچ دیجئے، میں قبضہ کرنے کے بعد وہی چیز آپ کو سو دینار میں بیچ دوں گا یا کسی اور پر بیچ کر جو سو دینار ملیں گے آپ کو دے دوں گا۔ ایسا معاملہ ہوجانے سے زید کے جو سو دینار تھے وہ ڈیڑھ سو ہو جاتے ہیں اور بکر کو ادائیگی کے لئے مزید مہلت مل جاتی ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک اس معاملے کے فاسد اور حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں جو خریدو فروخت ہوتی ہے وہ اصل مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس میں اصل مقصود، مدتِ قرض کے عوض مالِ قرض کو بڑھانا ہوتا ہے۔ مدیون یعنی مقروض اپنے دائن و قرض خواہ سے ایک سو دینار کی کوئی چیز جو ایک سال کے لئے ایک سو پچاس دینار میں خریدتا ہے تو اس کا مقصد اس کے خریدنے سے پہلے قرض کی ادائیگی کے لئے مزید مہلت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ گویا وہ جو مزید پچاس دینار اپنے ذمے لیتا ہے وہ مزید مہلت و تاخیر کا عوض ہوتے ہیں اور پھر چونکہ مزید مہلت و تاخیر کے عوض قرض کے مال میں اضافہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق اس ربٰو النسیئہ کی تعریف میں آتا ہے جس کو قرآن حکیم نے حرام قرار دیا ہے، لہٰذا معاملہ مذکور حرام قرار پاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس معاملے کے جائز ہونے کی جو وجہ کتاب الحجہ کی مذکورہ عبارت میں بیان کی گئی ہے، یعنی یہ کہ چونکہ بظاہر اس معاملہ میں صراحت کے ساتھ کسی ایسی شرط وغیرہ کا ذکر نہیں جس سے معاملہ فاسد ہوجاتا ہو لہٰذا یہ جائز ہے، ایک ایسی دلیل ہے جو فقہاء احناف کے اس مسلّمہ فقہی قاعدہ کلیہ سے مطابقت نہیں رکھتی جس کے الفاظ اس طرح ہیں **"العبرۃُ فِی العقود للمقاصد و المعنی لا للالفاظ والمبانی"** یعنی عقود و معاملات میں مقاصد اور معانی کا اعتبار ہوتا ہے الفاظ و عبارات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اگر یہ قاعدہ صحیح ہے تو دلیل مذکور ناقابل اعتبار قرار پاتی ہے، اور پھر چونکہ اس معاملہ میں ایک فریق کو اس کی چیز کا صحیح اور مساوی بدل نہیں ملتا جو حقیقی رضا مندی کی علامت اور دلیل ہوتا ہے یعنی اس میں دائن اپنے مدیون

سے جو پچاس دینار زائد لیتا ہے ان کا اس کی طرف مدیون کے لئے کوئی مادی عوض موجود نہیں ہوتا، لہٰذا اس میں مدیون کی حقیقی رضا مندی نہیں پائی جاتی اور معاملہ باطل کی تعریف میں آتا ہے۔

بہر حال اوپر جس اختلافی معاملے کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق دو ایسے اشخاص سے ہے جن میں سے ایک دائن اور دوسرا مدیون ہے، جبکہ ہمارے زیر بحث معاملے کا تعلق دائن و مدیون سے نہیں بلکہ دو عام آدمیوں سے ہے۔ تاہم دونوں معاملوں کے درمیان ایک گونہ مشابہت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ مشابہت ایسی نہیں جس کو معاملہ زیر بحث کے جواز کی دلیل بنایا جاسکتا ہو، کیونکہ معاملہ مذکور بجائے خود اپنے جواز کے لئے کتاب و سنت کی دلیل کا محتاج ہے۔

حضرت قاضی صاحب نے اپنے جواب میں اجل 'وصف' وصف مرغوب و نامرغوب کی جو بحث چھیڑی ہے، اس کے متعلق عرض ہے کہ اس میں ان کی یہ بات درست ہے کہ اجل، وصف ہے اور وصف کا کوئی عوض لیا جاسکتا ہے اور نہ دیا جاسکتا ہے۔ اس کے درست ہونے کی وجہ یہ کہ وصف عرض ہے عین نہیں، اور عرض کا اپنا الگ سے مستقل وجود نہیں ہوتا بلکہ اس کا وجود کسی عین اور جوہر کے ساتھ ہوتا ہے، لہٰذا یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ عین کے بغیر عرض کی خرید و فروخت ہوسکے۔ بنا بریں اجل جو بقول قاضی صاحب کے وصف ہے اس کی الگ سے خرید و فروخت کا معاملہ خارج از امکان ہے۔ اس سلسلہ میں قاضی صاحب کا یہ لکھنا بھی درست ہے کہ وصف مرغوب بھی ہوتا ہے اور نا مرغوب بھی، اور یہ کہ وصف مرغوب کی وجہ سے شے کی قیمت زیادہ اور نامرغوب کی وجہ سے شے کی قیمت کم ہوتی ہے۔ واقعی یہ بات عقل و فطرت کے مطابق ہے، لیکن یہ بات صرف اس وصف کی حد تک درست اور مطابق عقل و فطرت ہے جو شے کا ذاتی وصف ہوتا ہے، جو اس شے سے کبھی جدا نہیں ہوسکتا اور اس شے کی خرید و فروخت کے ساتھ ہمیشہ اس کی خرید و فروخت ہوجاتی ہے۔ قاضی صاحب نے جیّد وردّی اور عمدہ اور گھٹیا کھجوروں کی حدیثِ نبوی کے حوالے سے جو مثال دی ہے اس میں ظاہر ہے کہ جید و عمدہ کھجوروں کا جو مرغوب وصف اور ردی و معمولی کھجوروں کا جو کم مرغوب یا نامرغوب وصف ہے وہ ان

کھجوروں کی ذات میں موجود ہے خواہ ان کی تبادلے اور نقد سے خرید و فروخت ہو یا نہ ہو۔ اسی طرح وہ بات صرف اس وصف کی حد تک درست ہے جو خارج میں حواس سے محسوس ہوتا اور اس کا مرغوب و نامرغوب ہونا کسی خاص شخص کے تعلق سے نہیں بلکہ عام لوگوں کے حوالے سے ہو' جیسا کہ عمدہ کھجوروں کا مرغوب وصف اور گھٹیا کھجوروں کا کم مرغوب وصف کہ اس کو سب محسوس کرتے اور خرید و فروخت میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب کی دوسری بات اس وصف کے لحاظ سے درست نہیں جو بیچی/خریدی جانے والی شے کے اندر حقیقتِ واقعہ کے لحاظ سے موجود نہیں ہوتا اور حواس سے محسوس نہیں کیا جاتا' بلکہ اعتباری ہوتا ہے اور جس کا وجود بعض اشخاص کے ذہن میں ہوتا ہے' عام لوگوں کے ذہن میں نہیں ہوتا۔

اب آیئے اصل مسئلہ کی طرف جس کے لئے قاضی صاحب نے یہ بحث تمہید کے طور پر اٹھائی ہے' یعنی یہ کہ اجل وصف ہے اور مرغوب وصف ہے لہٰذا جس شے کے اندر یہ وصف پایا جاتا ہو اس کی قیمت بڑھ جانا عقل و فطرت کے عین مطابق ہے' جیسا کہ جیّد و عمدہ کھجوروں کی قیمت کا زیادہ ہونا ------- لیکن افسوس کہ قاضی صاحب کا یہ استدلال نہ عقل و فطرت کی رُو سے درست ہے اور نہ دِین و دانش کی رُو سے' کیونکہ اجل ہرگز ایسا وصف نہیں جو ادھار بیچی خریدی جانے والی چیز کے اندر پایا اور محسوس کیا جاتا ہو اور وہ صرف خریدار کے لحاظ سے نہیں بلکہ عام لوگوں کے لحاظ سے مرغوب ہو۔ مثال کے طور پر ایک مشین جس کی قیمت بازار میں ایک ہزار مقرر ہو نقد پر بیچی جائے یا ادھار پر' وہ اپنی حقیقت کے لحاظ سے یکساں رہتی ہے اور دونوں صورتوں میں اس کی افادیت میں کچھ فرق واقع نہیں ہوتا۔ اس مشین کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مشین نقد والی ہے یا ادھار والی' معجل ادائیگی والی ہے یا مؤجل ادائیگی والی اور یہ کہ یہ سب کے لئے مرغوب ہے یا نامرغوب۔ ادھار کی صورت میں ادھار بیچی خریدی جانے والی چیز کے اندر اجل کا وصف اس طرح موجود نہیں ہوتا جس طرح مختلف قسم کی کھجوروں کے اندر ان کا وصف موجود ہوتا ہے' بلکہ اجل کا وصف ان دو اشخاص کے ذہن میں ہوتا ہے جو ادھار پر لین دین کرتے ہیں اور جو شخص دوسرے سے ادھار پر کوئی چیز بازار کی مقررہ قیمت سے زائد

پر خرید تا ہے رغبت کی بنا پر نہیں خرید تا بلکہ اپنی اس مجبوری کی بنا پر خرید تا ہے کہ نقد خریداری نہیں کرسکتا۔ جو لوگ نقد پر خریداری کرسکتے ہیں وہ ادھار والی چیز سے رغبت نہیں نفرت کرتے ہیں' اس لئے کہ اس پر زیادہ دینا پڑتا ہے۔

اس ضمن میں قاضی صاحب کا لکھنا کہ "نفسِ اجل کا عوض لینا ناجائز ہے لیکن بوجہ اجل کے قیمت کا بڑھ جانا فطری و عقلی بات ہے" فطرتِ صحیحہ اور عقلِ سلیم کی رُو سے درست نہیں' اس وجہ سے کہ نفسِ اجل کوئی ایسی شے ہے ہی نہیں جس کا عوض لیا دیا جاسکتا ہو' اور مالِ دَین میں اجل کی وجہ سے اضافے کا نام ربٰو ہے جس کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے' خواہ وہ شروع میں ہو یا پہلی مدت ختم ہونے کے بعد ہو. مطلب یہ کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ دین کی پہلی مدت ختم ہونے پر جب ادائیگی نہ ہو تو مزید مدت یعنی اجل میں اضافے کی وجہ سے مالِ دین کو مزید بڑھانا قطعی طور پر ربٰو ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ شروع میں اجل کی وجہ سے مالِ دین میں اضافہ جائز ہے یا جائز نہیں؟ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ادھار بیچی خریدی جانے والی چیز اگر ایسی ہے کہ بازاری نرخ کے مطابق لوگوں کے اندر اس کی کوئی ایک قیمت مقرر نہیں تو ایسی چیز بائع اور مشتری اپنی باہمی رضا مندی سے جس ثمن میں چاہیں بیچ خرید سکتے ہیں' نقد کی صورت میں بھی اور ادھار کی صورت میں بھی۔ کیونکہ ادھار کی صورت میں نقد کے مقابلہ میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ چیز کی اصل قیمت پر اجل کی وجہ سے اضافہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ یہاں اصل قیمت موجود ہی نہیں ہوتی اور نقد کے ثمن کو اصل قیمت نہیں کہہ سکتے' بلکہ اس میں احتمال ہوتا ہے کہ جو ادھار کے ثمن ہیں وہی اصل قیمت ہے۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ بازاری نرخ کے مطابق اس کی قیمت مقرر ہے' ناپ تول اور تعداد سے اس کی خرید و فروخت ہوتی ہے تو ایسی چیز نقد کی صورت میں جس ثمن پر بھی بیچی خریدی جائے درست ہے' بشرطیکہ فریقین کی رضا مندی سے ہو۔ البتہ ادھار کی صورت میں اس کی مقررہ اصل قیمت پر اجل کی وجہ سے اضافہ کو میں اسی طرح ربٰو سمجھتا ہوں جس طرح سب اہلِ علم حضرات اس اضافہ کو ربٰو سمجھتے ہیں جو نئی اجل کی وجہ سے مالِ دین میں کیا جاتا ہے۔

جہاں تک میرے مطالعے کا تعلق ہے ظہور اسلام کے زمانہ میں جو چیزیں ادھار

پر بیچی خریدی جاتی تھیں وہ عموماً ایسی چیزیں تھیں جن کی بازاری نرخ کے مطابق قیمت مقرر نہیں ہوتی تھی، لہٰذا ان کی ادھار کی قیمت ہی اصل قیمت سمجھی جاتی تھی۔ تلاش و جستجو کے باوجود مجھے کوئی ایسی روایت نہیں مل سکی جس سے یہ ظاہر ہو کہ عہدِ رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں کسی شخص نے کوئی چیز مقررہ قیمت سے زائد ثمن پر ادھار بیچی ہو اور کسی نے اس کو منع نہ کیا ہو۔ اگر قاضی صاحب یا دوسرے کوئی اہل علم اپنے وسیع مطالعے کی بنا پر کوئی ایسی روایت پیش فرمادیں جس میں یہ تصریح ہو کہ عہد رسالت اور عہد صحابہؓ میں فلاں شخص نے اپنی کوئی ایسی چیز جس کی بازاری قیمت مقرر تھی فلاں شخص کو بطور ادھار مقررہ قیمت سے زائد ثمن پر دی اور کسی نے اس کو ناجائز نہ کہا تو میں اپنے موقف سے رجوع کر لوں گا۔

قاضی صاحب موصوف نے اپنی تحریر میں مرحوم و مغفور حضرت مفتی سیاح الدین نور اللہ مرقدہ کے مضمون کا بھی ذکر کیا ہے جو کئی سال پہلے انہوں نے بڑی محنت و تحقیق سے لکھا اور اس میں ادھار کے مذکورہ معاملہ کو ربائے حکمی سے تعبیر فرمایا۔ جن حضرات کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو وہ حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مضمون کو ضرور پڑھیں جو ماہنامہ "حکمتِ قرآن" لاہور کے جنوری ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔ میرے اور مفتی صاحب مرحوم کے مضمون میں جو فرق ہے وہ صرف اسلوب بحث، اندازِ تحقیق اور طرز استدلال کا ہے، نتیجہ دونوں کا تقریباً ایک ہے۔ میری تو کوئی حیثیت نہیں، لیکن حضرت مفتی صاحب مرحوم کا عہد حاضر کے علماء دیو بند میں علمی اور فقہی خدمات کے لحاظ سے جو بلند مرتبہ تھا وہ کسی بیان کا محتاج نہیں، لہٰذا اس موضوع پر ان کی تحریر کی خصوصی اور بڑی اہمیت ہے۔

آخر میں یہ عرض کردینا مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ معاملہ زیر بحث پر میں نے جو لکھا ہے اس سے میرا مقصد نہ کسی عالم دین کی تائید و موافقت کرنا اور نہ کسی کی تردید و مخالفت کرنا ہے اور میں اپنے لکھے ہوئے کو حرف آخر اور سو فی صد صحیح و صواب نہیں سمجھتا۔ بہر حال میں نے عند اللہ اپنی مسؤلیت کے تحت جو لکھا ہے اور اپنی علمی تحقیق کا جو نتیجہ پیش کیا ہے مجھے رنج و افسوس ہے کہ وہ اس نتیجے سے مختلف رہا جو میرے بعض اکابر کی علمی تحقیق کا نتیجہ تھا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جن جلیل

ملتان میں قرآن کی فصلِ بہار

دورۂ ترجمۂ قرآن کی ایک تاثراتی رپورٹ

دعوت رجوع الی القرآن کا عظیم داعی جس نے ۱۹۵۴ء میں قرآن کی انقلابی دعوت کا پرچار شروع کیا اور ۱۹۶۹ء میں "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" جیسی شہرۂ آفاق کتاب لکھی اور جس کے نام کو دنیا بھر میں دعوت رجوع الی القرآن کے عنوان کی حیثیت حاصل ہے' اس نے ۱۹۸۴ء میں دنیا کو نمازِ تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمۂ قرآن کی روایت سے روشناس کیا۔ یہ اہل ملتان کی خوش بختی ہے کہ حالیہ ماہ رمضان میں انہوں نے اس مایۂ ناز مفسرِ قرآن سے دورۂ ترجمہ قرآن سنا۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلّم و تعلیمِ قرآن کی جس تحریک میں ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی زندگی کے تمام ماہ و سال بِتا دئے ہیں ماہ رمضان کا دورۂ ترجمہ قرآن اس کی جان ہے۔ ہر علاقے کے مسلمان یوں تو ہر سال ماہ رمضان میں نمازِ تراویح کا اہتمام کرتے ہیں اور قرآن کا جشنِ نزول مناتے ہیں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ گھنٹہ پون گھنٹہ کی مروّجہ نمازِ تراویح میں "قُلْمَ رَمَضَانَ" کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد جہاں لوگوں کو دین کی دوسری اہم حقیقتوں سے قریب تر لانے کی جدّ وجہد کر رہے ہیں وہاں وہ رمضانِ مبارک کی انتہائی اہم شق "رات کے قیام" کی اہمیت کو نہ صرف اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے مسلسل اجاگر کر رہے ہیں بلکہ گذشتہ آٹھ سال سے قیام اللیل کے پروگرام پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں۔ امسال ماہ رمضان میں یہ سعادت ملتان کے حصے میں آئی اور ڈاکٹر اسرار احمد نے دورۂ ترجمہ قرآن ملتان کی زیر تعمیر قرآن اکیڈمی میں مکمل کیا۔

ملتان میں قرآن اکیڈمی اگرچہ زیرِ تعمیر ہے لیکن اس کے بعض حصوں کو بعجلت مکمل کر کے اس پروگرام کے لئے ساز گار بنایا گیا۔ یہ قرآن اکیڈمی رفیقِ تنظیم اسلامی کرنل (ریٹائرڈ) حافظ غلام حیدر ترین کی کوٹھی ۲۵۔ آفیسرز کالونی میں زیرِ تعمیر ہے۔ گزشتہ سال امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی ملتان آمد پر انہوں نے اپنی کوٹھی کا ایک قیمتی حصہ قرآن اکیڈمی کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا تھا۔ یہ ان کے جذبۂ صادق اور جوشِ عمل کا نتیجہ ہے کہ ان کا خواب دیکھتے ہی دیکھتے حقیقت بن گیا اور ماہ رمضان سے پہلے پہلے قرآن اکیڈمی کی عالیشان عمارت کھڑی ہوگئی۔ کرنل صاحب ہی کے پُرزور اصرار پر ڈاکٹر صاحب نے ملتان میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام کرنے کی ہامی بھری اور یوں اللہ کے فضل و کرم سے ملتان میں ماہ رمضان کا یہ عظیم پروگرام بخیر و خوبی منعقد ہوا۔

رمضان کی مقدس راتیں، رات کا سکوت، خدائے لم یزل کا نورانی وابدی کلام، ڈاکٹر اسرار احمد جیسے خطیبِ بے بدل اور پُرجوش داعیٔ قرآن کا بیان، ان کے سینے میں موجزن کلامِ الٰہی کے اسرار و رموز اور حقائق و لطائف کا چشمۂ رواں اور قاری صاحب کی مسحور کن آواز میں نماز تراویح کی ادائیگی ----- ان سب کا جو اثر سامعین پر ہوتا اس کی تعبیر الفاظ میں ممکن نہیں۔ پورے ماہ رمضان میں ایک کیف و سرور کی کیفیت طاری رہی۔ پروگرام کے آغاز سے قبل شدت سے اس بات کا احساس تھا کہ دن کا روزہ اور رات کو سات آٹھ گھنٹے کا اتنا بھاری اور مشقت طلب پروگرام کیسے نبھ سکے گا۔ لیکن یہ سب کچھ ہوا اور اس حسن و خوبی اور آسانی کے ساتھ ہوا کہ یقین نہیں آتا۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے شرکاء نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی صداقت اور حقانیت کا خود مشاہدہ کیا کہ:

> "جب کبھی بھی کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب پڑھتے اور آپس میں سمجھتے سمجھاتے ہیں تو ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے، رحمتِ خداوندی ان پر سایہ کر لیتی ہے، فرشتے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے مقربین کے سامنے کرتا ہے۔"

سامعین کی کثیر تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو ساری رات جاگنے کے بعد دن میں دفتروں، دکانوں اور کارخانوں میں اپنے فرائض بھی سرانجام دیتے۔ انہیں بمشکل دو تین گھنٹے آرام کے لئے ملتے لیکن نہ نیند کا غلبہ نہ تکان کے آثار۔

اس سال جمعرات ۲۹ شعبان (۵ مارچ) کی شام کو رمضان کے چاند کا اعلان کر دیا گیا تھا اور جمعۃ المبارک چھ مارچ کو پہلا روزہ تھا۔ پہلی رات نماز تراویح میں ۲۰۰ افراد (مع خواتین) شریک ہوئے۔ بعد میں یہ تعداد گھٹتی بڑھتی رہی، البتہ جمعہ کو چھٹی ہونے اور شبِ جمعہ کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات حاضری معمول سے بڑھ جاتی۔

ماہ رمضان سے عین پہلے رفیق محترم کرنل (ریٹائرڈ) غلام حیدر ترین پر اچانک دل کا دورہ پڑا اور وہ کئی دن صاحبِ فراش رہے۔ اس واقعے نے رمضان المبارک کے مجوزہ پروگرام پر شکوک و شبہات کی پرچھائیں ڈال دیں اور غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے رفقائے تنظیم پروگرام کی بھرپور تشہیر نہ کر سکے۔ تاہم جیسے جیسے ڈاکٹر صاحب کے دورۂ ترجمہ قرآن کا چرچا ہوا لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔

دورۂ ترجمہ قرآن کے علاوہ قرآن اکیڈمی ملتان میں ڈاکٹر صاحب کے چار خطاباتِ جمعہ بھی ہوئے۔ آخری تین جمعوں میں لوگ اس کثرت سے شریک ہوئے کہ قرآن اکیڈمی ملتان اپنی تمام تر

انسان" کے موضوع پر خطاب فرمایا اور چوتھے جمعہ کے خطاب میں امتِ مسلمہ کے ماضی، حال اور مستقبل کو موضوع بنایا۔ چاروں خطاب جامع، فکر انگیز اور نہایت اہم تھے۔ سامعین کی اکثریت تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل تھی۔

نماز تراویح اور دورۂ ترجمہ قرآن کا یہ مبارک سلسلہ بعد نماز عشاء سے ساڑھے تین بجے صبح تک جاری رہتا۔ اُدھر مسجدوں میں سحری کے اعلانات شروع ہوتے اور اِدھر نمازِ تراویح کا اختتام ہوتا۔ لوگوں کی دلچسپی بتدریج بڑھتی چلی گئی۔ روزانہ رات کو چھ سات گھنٹے تک درس قرآن سننا بظاہر نہایت مشکل نظر آتا ہے لیکن یہ قرآن کے اعجاز اور ڈاکٹر صاحب کے مسحور کن خطاب کا نتیجہ ہے کہ وقت کا احساس تک نہ ہوتا۔ اس پروگرام میں سب سے زیادہ مشقت ظاہر ہے کہ خود امیر محترم کو اٹھانا پڑتی تھی۔ سامعین تو پھر بھی پہلو بدل کر یا وضو تازہ کرنے کے بہانے باہر جا کر کچھ سستی یا تکان دور کر لیتے، یا دیوار سے ٹیک لگا لیتے لیکن یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوتی تھی کہ ڈاکٹر صاحب جم کر بیٹھتے اور بے تکان بولتے چلے جاتے، ہر چیز سے بے نیاز ہو کر کلام اللہ کے معانی و مطالب بیان کرتے۔ جیسے جیسے رات گذرتی ان کی آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جاتی۔ اس عمر میں اتنی شدید محنت اور مشقت وہ کس لئے کر رہے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ قرآن سے عشق اور اپنی ذمہ داری کا نہایت گہرا احساس ہے جو انہیں اس طرح برقرار رکھتا ہے۔ امتِ مسلمہ کا المیہ یہ ہے کہ وہ قرآن کو چھوڑ چکی ہے۔ ان کی مسجدوں، مدرسوں، محفلوں اور تقریروں میں سب کچھ ہوتا ہے، نہیں ہوتا تو قرآن نہیں ہوتا۔ قرآن اور مسلمانوں میں صدیوں کا فاصلہ حائل ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مصمم ارادہ ہے کہ وہ اِس خلیج کو پُر کرنے کی کوشش میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کریں گے۔ یہ احساس انہیں کسی پل چین نہیں لینے دیتا۔

۲۳ راتوں تک یہ مبارک سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ جاری رہا۔ تیئسویں (۲۳) رات کو دورۂ ترجمہ قرآن کا اختتام ہوا۔ اگلے دن بروز ہفتہ ڈاکٹر صاحب عازم لاہور ہوئے۔ جس طرح اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوسکتے خواہ دنیا کے تمام درخت قلم اور سمندر سیاہی بن جائیں، اسی طرح کلامِ الٰہی کی تشریح و تفسیر کی بھی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خونِ جگر سے قرآن کی جو شمع روشن کی ہے اس کا اجالا چار دانگِ عالم میں پھیلے گا۔ اور پھر۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے !

دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کے بعد بقیہ راتوں میں شبینے کا پروگرام بنایا گیا اور چھ راتوں میں پانچ پانچ پارے پڑھے اور سنے گئے اس طرح رمضان کی کوئی رات بھی خیر سے خالی نہ گئی۔ اللہ تعالیٰ سب کی محنت اور معاونت کو قبول فرمائے۔ (مرتبہ: منظور حسین)

امیر تنظیمِ اسلامی کے دورۂ کراچی کے موقع پر

دفتر تنظیمِ اسلامی لانڈھی کورنگی کی افتتاحی تقریب

ملتان اور لاہور میں رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں کو نورِ قرآن سے مزیّن کرنے کے بعد امیر تنظیم اسلامی و داعیٔ تحریکِ خلافت محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدّ ظلّہٗ نے ۹ر اپریل کو کراچی میں قدم رنجہ فرمایا اور شام کو بعد نماز مغرب شرین ہال اللہ والا مارکیٹ میں ان خوش نصیبوں سے خطاب فرمایا جو رمضان شریف کی راتوں میں دورہ ترجمۂ قرآن کی محافل میں شریک ہو کر اپنی روح کی ترو تازگی کا سامان کرتے رہے۔ اگلے روز ۱۰ر اپریل کو امیر محترم نے جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کلفٹن میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ پھر ۱۱ر اپریل کو قرآن اکیڈمی ہی میں سہ پہر تین بجے حلقہ خواتین سے خطاب کے بعد اسی شام دفتر تنظیم اسلامی لانڈھی کورنگی کی افتتاحی تقریب میں شرکت فرمائی۔

لانڈھی کورنگی کا علاقہ کراچی کے شرقی حصہ میں واقع، تقریباً ۱۰ لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے، جہاں صنعتی مزدور، محنت کش اور مختلف پیشوں اور کاروبار سے منسلک افراد رہائش پذیر ہیں۔ اس کے شمال اور مغرب میں ملیرندی، جنوب میں بحیرۂ عرب اور مشرق میں ضلع ٹھٹھہ واقع ہے۔ دفتر بلدیہ، دو ریلوے اسٹیشنوں، متعدد تھانوں، کالجوں اور ہائی سکولوں کے علاوہ بڑے بڑے کارخانے اور ملیں بھی اسی علاقے میں ہیں۔ مشہور و معروف دینی درسگاہ دارالعلوم کراچی بھی یہیں واقع ہے۔ گویا یہ شہراندر شہر والا معاملہ ہے۔

دیگر شہروں کی طرح یہاں بھی ہر جماعت، پارٹی اور مذہبی گروہ کے لوگ موجود ہیں۔ سیاسی جماعتوں میں ایم کیو ایم کو غالب اکثریت حاصل ہے اور نمائندگان کا تعلق بھی اسی جماعت سے ہے۔ یہاں پر تنظیم اسلامی جیسی انقلابی جماعت جو کہ نہ تو مذہبی فرقہ ہے اور نہ ہی معروف معنوں میں سیاسی جماعت، نہایت ہی کم عمر ہے، جس کی داغ بیل ۱۹۸۵ء میں راقم الحروف کی شمولیت سے پڑی۔ اپنی ہیئت کے لحاظ سے اسے اسرہ کی حیثیت حاصل تھی، تا آنکہ جنوری ۹۲ء سے اسے باقاعدہ علیحدہ تنظیم کا درجہ دے دیا گیا جس کے امیر جواں سال، چاق و چوبند انجنیئر نوید احمد کو مقرر کیا گیا جبکہ نظامت کی ذمہ داری سید یونس واجد (ایم اے) کے سپرد ہوئی۔ تنظیمی دستاویز میں اسے کراچی شرقی نمبر ۳ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ فعال اور محنتی رفقاء پر

مشتمل یہ ٹیم کراچی کا ہراول دستہ ہے۔ فعال رفقاء کی تعداد ۱۶ ہے، جن کے علاوہ اب متعدد افراد تحریک خلافت کے معاون بھی بن چکے ہیں۔

امیر محترم کی کراچی میں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مناسب خیال کیا گیا کہ لانڈھی کورنگی کے رفقاء، معاونینِ تحریکِ خلافت اور دیگر احباب کے ساتھ ان کی ایک خصوصی ملاقات کے لئے دفتر کی افتتاحی تقریب منعقد کرلی جائے ع "تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے" جس کی اجازت امیر محترم نے برضا و رغبت دے دی تھی۔ شرکاءِ تقریب صلوٰۃ المغرب قریبی مسجد میں ادا کر کے دفتر میں جمع ہوگئے اور مقامی امیر انجینئر نوید احمد کی مختصر سی تعارفی گفتگو سے اس تقریبِ سعید کا آغاز ہوگیا، جس میں امیر محترم نے پچاس سے زائد مہمانانِ گرامی سے خطاب کرتے ہوئے اپنے گذشتہ دو دنوں کے خطابات کا خلاصہ بڑے مؤثر اور دلنشین انداز میں بیان کیا۔ تین سوالات اور ان کے جوابات پر مشتمل حکمت کے موتیوں سے مرصع خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے:

تعداد کے لحاظ سے مسلمان انسانی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں اور ہر طرح کے مادی اسباب سے بھی مالا مال ہیں، لیکن انہیں اقوامِ عالم میں عزت و وقار حاصل نہیں بلکہ ذلیل و خوار ہیں، جس کا سبب دین کے بعض حصوں کو ماننا اور بعض کا عملاً انکار کرنا ہے۔ یہ ذلت و رسوائی اسی انکار عملی کی سزا ہے اور دین پر پورا عمل نہ کرنے کی وجہ ایمان کی کمی ہے۔ زبانی اقرار والا ایمان اگرچہ موجود ہے لیکن یقین کی گہرائی والا قلبی ایمان باقی نہیں رہا۔ اور اس حقیقی ایمان کے رخصت ہوجانے کی بڑی وجہ قرآن سے دوری ہے۔ چنانچہ اس کا علاج یہی ہے کہ امت کا رشتہ قرآن سے از سرِ نو استوار کیا جائے، تاکہ شعوری ایمان پیدا ہو اور اس کی روشنی میں امت پورے دین پر کاربند ہونے کا عزم مصمم کرلے۔ اس کام کی پہلی سطح تعلّم و تعلیم قرآن ہے، جس کا عنوان ہے دعوت رجوع الی القرآن۔ اسی کام کے لئے انجمن ہائے خدام القرآن مختلف شہروں میں سرگرم عمل ہیں۔ قرآن اکیڈمیوں کے تحت فہم قرآنی کے لئے مختلف کورسز کا اجراء ہوچکا ہے، لاہور کے بعد اب کراچی میں بھی مئی کے مہینے سے ایک سالہ کورس کا آغاز ہوجائے گا۔ بنی نوع انسان کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ اسے جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

اسی کام کا دوسرا مرحلہ نظام کو بدلنے کے لئے ایک منظم جماعت کا قیام ہے۔ الحمد للہ کہ

تنظیم اسلامی کے نام سے بیعت سمع و طاعت فی المعروف کی بنیاد پر اس تقاضے کو پورا کرنے کی کوشش جاری و ساری ہے۔

تیسرا مرحلہ یا تیسری سطح خلافت کی تحریک ہے جس کے ذریعے عوام الناس کو نظام خلافت کی برکات سے روشناس کرانا اور دورِ جدید میں اسلامی ریاست کے لوازمات کو واضح کرنا ہے۔ ایسے افراد جو تبدیلیٔ نظام کے لئے تن من دھن لگانے کی ہمت بوجوہ نہ پاتے ہوں وہ تحریک خلافت میں شامل ہو کر' اس کام میں ،ہمارے معاون بن سکتے ہیں۔

جامع و مختصر خطاب کے بعد شرکاء مجلس نے مختلف نوعیت کے سوالات کے ذریعے اپنی ذہنی و فکری تسکین کے ساتھ علمی و عملی رہنمائی بھی حاصل کی۔ تقریب کے اختتام پر ہلکی سی ضیافت سے مہمانوں کی تواضع کی گئی اور اس طرح یہ افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔ ہماری دعا ہے کہ رب کریم اس دفتر کو خیر کے پھیلانے کا ذریعہ بنائے۔ (مرتب : رحیم کاشفی)

بقیہ : بیع مؤجّل

القدر علماءکرام نے معاملہ زیر بحث کو جائز لکھا ہے علمی دلیل کی بنیاد پر اور پوری دیانتداری کے ساتھ لکھا ہے ' لہٰذا ان حضرات کے متعلق تجہیل و تفسیق کا خیال بھی گناہ کبیرہ ہے۔ بیشمار علمی تحقیقات اور دینی خدمات کے لحاظ سے ان کا جو اعلیٰ مقام و مرتبہ ہے اس کے سامنے ہم جیسے لوگوں کی حیثیت وہ بھی نہیں جو سرچ لائٹ کے سامنے معمولی چراغ کی' اور میرا دل ان کی عقیدت و محبت اور ان کے ادب و احترام سے لبریز ہے ' حتٰی کہ ان کے تصور اور ذکر سے بھی ایمان تازہ ہوتا ہے ۔ اور چونکہ انہی بزرگوں کی یہ بھی تعلیم و تلقین رہی ہے کہ ایک ذی علم اپنے علم و فہم کے مطابق جس بات کو حق سمجھے اور اس کے اظہار میں اسلام اور مسلمانوں کی خیرو بھلائی دیکھے بلا خوف لومۃ لائم اس کا اظہار کرے ' لہٰذا میں نے جو لکھا ہے ان کی منشاء کے عین مطابق ہے ۔ خاتمے پر پھریہی گذارش ہے کہ اگر کوئی صاحب دلائل کے ساتھ میرے لکھے کو غلط ثابت کردیں تو میں بلا تامل اپنی غلطی کا اعتراف اور اعلان کردوں گا۔

جہاں تک برا بھلا کہنے والوں کا تعلق ہے انہوں نے کب کسی کو بخشا ہے ؟ اپنی باطنی کیفیت کا اظہار ان کی فطری مجبوری ہے ۔ اللہ معاف کرے!!

سالانہ رپورٹ
تنظیمِ اسلامی پاکستان

از فروری ۹۱ء تا فروری ۹۲ء

مرتب
ڈاکٹر عبدالخالق
ناظمِ اعلیٰ تنظیمِ اسلامی پاکستان

مقامِ اشاعت
مرکزی دفتر، ۶۷۔اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گذشتہ سالانہ اجتماع قرآن اکیڈمی لاہور میں ۲۲ر تا ۲۵ر فروری ۹۱ء منعقد ہوا تھا۔ اور اسی وقت یہ بات پیش نظر تھی کہ آئندہ سالانہ اجتماع اب رمضان المبارک کے بعد ہی مناسب رہے گا۔ چنانچہ تنظیم اسلامی پاکستان کا یہ سترھواں سالانہ اجتماع قرآن کالج آڈیٹوریم میں ۱۷ر تا ۲۰ر اپریل ۹۲ء منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے انعقاد کے لئے تاریخ کا تعین ہم نے گذشتہ سالانہ اجتماع کے فوراً بعد مجلس مشاورت کے پہلے سہ ماہی اجلاس منعقدہ اپریل ۹۱ء میں کر لیا تھا اور اسی وقت مرکز سے جاری ہونے والے گشتی مراسلات اور "میثاق" کے ذریعے رفقاء اور احباب کو اطلاع دیدی گئی تھی۔ پیش نظر یہ تھا کہ رفقاء واحباب بالخصوص بیرون ملک رہائش پذیر حضرات اس کے مطابق اپنی مصروفیات سے فراغت کا اہتمام بآسانی کر سکیں۔

تنظیم کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس سالانہ اجتماع کے موقع پر سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پہلے سے طبع کروائی گئی ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ امید ہے کہ اس کی وجہ سے رپورٹ کے پیش کئے جانے کے دوران ہم آپ کی توجہ پہلے کی نسبت بہتر طور پر حاصل کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس اجتماع کو منعقد کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی سالانہ کارکردگی اور موجودہ صورت حال کے جائزے کے بعد آئندہ کے لئے صحیح غور و فکر اور بہتر پروگرام مرتب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ یہ اجتماع اگرچہ وسط اپریل میں منعقد ہو رہا ہے تاہم سہولت کی خاطر اس رپورٹ میں پیش کئے جانے والے اعداد و شمار فروری ۹۲ء تک کے ہیں۔

نظام العمل کی تنفیذ

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر ایک اہم فیصلہ تنظیم اسلامی کے نظام العمل حصہ دوم کی تنفیذ تھا۔ اس میں تنظیم اسلامی کے رفقاء اور عہدیداروں کے فرائض اور دعوتی و تنظیمی معمولات کا تعین کیا گیا تھا۔ سالانہ اجتماع کے موقع پر اس کا اجتماعی مطالعہ ہوا اور امیر محترم نے ضروری مقامات کی وضاحت فرمائی۔ اگرچہ اس نظام العمل کو فوری طور پر نافذ

کردیا گیا تھا، تاہم یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر اس نظام العمل میں کسی پہلو سے اصلاح و ترمیم در کار ہو تو رفقاء اپنی تجاویز و آراء ۱۵ اپریل ۹۱ء سے قبل مرکز میں پہنچا دیں تاکہ مرکزی مجلس مشاورت کے اجلاس میں ان پر غور کے بعد مناسب فیصلے کئے جا سکیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس سے ایک سال قبل پندرہویں سالانہ اجتماع کے موقع پر بھی اسی طریق پر نظام العمل حصہ اول کی تکمیل ہوئی تھی۔ اس میں تنظیم اسلامی کی ہیئت تنظیمی، نظام مالیات اور نظام مشاورت کے علاوہ بعض دیگر اہم امور کی تفصیلات شامل تھیں۔ اس کے اجتماعی مطالعہ اور افہام و تفہیم کا اہتمام بھی ہوا تھا اور بعد میں رفقاء کی تجاویز و آراء کو اس میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر اگرچہ نظام العمل حصہ دوم کے اجتماعی مطالعہ کا اہتمام ہو گیا تھا، تاہم اس سلسلہ میں وسیع سطح پر افہام و تفہیم کی خاطر اندرون و بیرون ملک مقامی تنظیموں کو بطور خاص یہ ہدایات جاری کی گئیں کہ تنظیمی اجتماعات میں نظام العمل کے اجتماعی مطالعہ اور افہام و تفہیم کا اہتمام کیا جائے۔ بالخصوص ایسے رفقاء جو کسی وجہ سے سالانہ اجتماع میں شریک نہیں ہو سکے، ان تک نظام العمل کے مندرجات پوری وضاحت سے پہنچ جائیں۔ تمام ایسے ملتزم رفقاء جو کسی وجہ سے سالانہ اجتماع میں شریک نہیں ہوئے تھے، انہیں مرکز کی جانب سے مفصل خطوط تحریر کئے گئے، نظام العمل کی نقول مہیا کی گئیں اور اس سلسلے میں انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی اور معمولات پر کار بند ہونے کی تلقین کی گئی۔

نظام العمل کے سلسلہ میں رفقاء کی تجاویز و آراء پر مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ اپریل ۹۱ء میں غور ہوا اور اس کے فوراً بعد نظام العمل حصہ اول و دوم کو یکجا کر کے "ہیئت تنظیمی اور نظام العمل تنظیم اسلامی" کے عنوان سے طبع کرا لیا گیا اور مقامی امراء/نقباء کے ذریعے ہر رفیق کو اس کی ایک کاپی اس تاکید کے ساتھ مہیا کر دی گئی کہ وہ اس کا بغور مطالعہ کرے اور اپنے فرائض و معمولات پر کار بند ہونے کی کوشش کرے۔ یہ بھی ہدایت کی گئی کہ تنظیم میں نئے شامل ہونے والے حضرات کو بھی نظام العمل کی ایک کاپی دے کر پوری تفصیلات سمجھانی ضروری ہیں۔ نظام العمل کے مطابق مبتدی رفقاء کے لئے اپنی تنظیمی و دعوتی سرگرمیوں کے متعلق ہفتہ وار اور ملتزم رفقاء کے لئے ماہوار رپورٹ دینا ضروری ہے۔ جائزہ کے بعد معلوم ہوا کہ مبتدی رفقاء کے لئے پہلے سے

جاری رپورٹ فارم کفایت کرتا ہے، لیکن ملتزم رفقاء کے لئے ماہوار رپورٹ فارم تیار کیا گیا۔ جون ۹۱ء سے ملتزم رفقاء کے لئے یہ ماہانہ رپورٹ ضروری قرار دی گئی۔ اس سے قبل اس کے فارم طبع کروا کے رپورٹ بکس تیار کی گئیں اور مقامی امراء ر نقباء کی وساطت سے متعلقہ رفقاء تک قبل از وقت پہنچا دی گئیں۔ مقامی تنظیموں اور اسرہ جات میں نظام اجتماعات اور دیگر سرگرمیوں کو نظام العمل کے مطابق ڈھالنے میں قدرے کچھ دقت ہوئی اور کچھ وقت بھی لگا' تاہم ان معلومات کی مرکز اور حلقہ جات کو فراہمی کے لئے ایک ماہوار رپورٹ فارم تیار کر کے جون ۹۱ء ہی مین ضروری ہدایات کے ساتھ اندرون ملک اور مشرق وسطیٰ کی مقامی تنظیموں کو دیدیا گیا۔ نظام العمل میں متعین دو روزہ ر سہ روزہ دعوتی پروگراموں کے بارے میں یہ مطالبہ سامنے آیا کہ پروگراموں میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے اس کی تفصیلات بھی مرکز ہی کی جانب سے مہیا کی جانی چاہیں۔ چنانچہ مشورہ کے بعد اس سلسلہ میں ایک مبسوط نقشہ تیار کر کے جولائی ۱۹۹۱ء کے وسط تک مقامی تنظیموں کو مہیا کر دیا گیا۔ مرکزی مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ ستمبر ۹۱ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ نظام العمل کے سلسلہ میں جملہ ضرویات کی تکمیل کے بعد اب اس کو پورے اہتمام کے ساتھ نافذ ہو جانا چاہئے' رفقاء کے جملہ اجتماعی اور انفرادی معمولات اب اس کے مطابق استوار ہو جانے ضروری ہیں اور اس سلسلہ میں احتساب کا عمل بھی شروع ہو جانا چاہئے۔ چنانچہ اس کا بھی ایک طریق کار طے کیا گیا اور ضروری ہدایات جاری کی گئیں۔ مقامی نظم کے مشورہ اور سفارشات کے مطابق اب یہ عملِ احتساب جاری ہو چکا ہے' اگرچہ یہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

تنظیمی جائزہ

گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر تنظیم اسلامی پاکستان چھ علاقائی حلقہ جات میں منقسم تھی۔ یعنی سرحد' شمالی پنجاب' وسطی پنجاب' غربی پنجاب' سندھ اور بلوچستان——— اور اندرون ملک دس مقامی تنظیمیں کام کر رہی تھیں۔ یعنی پشاور' راولپنڈی ر اسلام آباد، گجرات' فیروز والا' لاہور' فیصل آباد' ملتان' وہاڑی' کوئٹہ اور کراچی۔ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر سرحد کے علاوہ حلقہ جاتی نظام کو عارضی طور پر ختم کرنے اور بعض مقامی تنظیموں کو وسعت دے کر ملحقہ علاقہ جات میں دعوتی امور مقامی امراء کی نگہداشت

میں دینے کا فیصلہ ہوا تھا۔ طے یہ ہوا کہ اس سلسلہ میں آئندہ اجلاسِ مشاورت (اپریل ۹۱ء) میں تفصیلات کے جائزہ کے بعد حتمی فیصلے کئے جائیں گے۔ چنانچہ حلقہ سندھ، بلوچستان اور شمالی پنجاب کو ختم کردیا گیا اور اجلاس مشاورت تک کے عبوری عرصہ کے لئے حلقہ وسطی پنجاب اور غربی پنجاب کو برقرار رکھا گیا۔ تنظیم اسلامی لاہور کو دو مقامی تنظیموں میں تقسیم کیا گیا۔ یعنی تنظیم اسلامی لاہور شہر اور تنظیم اسلامی لاہور شرقی۔ نظام العمل کے مطابق ملتزم رفقاء کی تعداد ناکافی ہونے کی بناء پر تنظیم اسلامی وہاڑی ختم کردی گئی اور وہاں پر مقامی اسرہ کا نظم قائم کردیا گیا۔ مجلس مشاورت کے اجلاس اپریل ۹۱ء میں پنجاب کا حلقہ قائم کیا گیا اور جناب عبدالرزاق صاحب ناظم پنجاب مقرر ہوئے اور ۴۔ اے مزنگ روڈ لاہور پر ان کا باقاعدہ دفتر قائم کردیا گیا۔ پنجاب کو چار ذیلی حلقہ جات شمالی پنجاب، شرقی پنجاب، غربی پنجاب اور جنوبی پنجاب میں تقسیم کیا گیا۔ جناب ناظم پنجاب کی معاونت کے لئے ان چار ذیلی حلقہ جات میں نائب ناظمین پنجاب کا تقرر ہوا جو ان حلقہ جات کی مقامی تنظیموں، مقامی اسرہ جات اور منفرد رفقاء سے متعلق دعوتی و تنظیمی امور کی براہ راست نگہداشت کے ذمہ دار قرار پائے۔ لاہور کی دو مقامی تنظیموں کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ ان کا تعلق بھی براہِ راست ناظم پنجاب سے رہے گا۔ حلقہ سندھ بشمول کراچی کو از سر نو قائم کرنے اور کراچی کو کئی مقامی تنظیموں اور اسرہ جات میں تقسیم کرنے کا اصولی فیصلہ بھی کر لیا گیا۔ بعد میں امیر محترم نے کراچی کے اجتماعِ رفقاء میں مشورہ کے بعد حتمی فیصلے کئے، جن پر یکم جولائی ۹۱ء سے عملدر آمد کا آغاز ہوگیا۔ چنانچہ حلقہ سندھ قائم کردیا گیا جس کے ناظم سید محمد نسیم الدین صاحب مقرر ہوئے۔ تنظیم اسلامی کراچی کی مقامی تنظیم کو تین مقامی تنظیموں یعنی تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی، تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۱ اور تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۲ کے علاوہ چار مقامی اسرہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ ان اسرہ جات کو براہِ راست حلقہ سندھ سے متعلق کردیا گیا اور حلقہ سندھ کا باقاعدہ دفتر قائم کیاگیا۔ چند ماہ پیشتر شمالی پنجاب کو باقاعدہ حلقہ کا درجہ دے دیا گیا ہے اور جناب شمس الحق اعوان صاحب ناظم حلقہ مقرر ہوئے ہیں۔ جناب شمس الحق اعوان صاحب نے نائب ناظم حلقہ شمالی پنجاب کی حیثیت سے قابل قدر کام کیا ہے۔ ان کی ہمہ وقتی خدمات میسر ہونے کے علاوہ اب ان کی معاونت کے لئے وہاں

پر نائب ناظم کی حیثیت سے ایک نوجوان رفیق کی خدمات حاصل ہو گئی ہیں، لہٰذا شمالی پنجاب کو باقاعدہ حلقہ قرار دینے کا جواز پیدا ہو گیا ہے۔ پنجاب کے دوسرے ذیلی حلقہ جات میں بھی اسی قسم کے انتظامات کا انتظار ہے۔ چند ماہ پیشتر انتظامی سہولت کے پیش نظر تنظیم اسلامی لاہور شرقی کو بھی دو حصوں میں تقسیم کر کے تنظیم اسلامی لاہور شرقی نمبر۱ اور تنظیم اسلامی لاہور شرقی نمبر۲ قائم کی گئی ہیں۔ چند ماہ قبل نظام العمل میں یہ ترمیم منظور کی گئی کہ مقامی تنظیم کے قیام کے لئے ملتزم رفقاء کی کم از کم تعداد اب ۱۰ کی بجائے ۵ ہوگی۔ اس کے نتیجہ میں کراچی ضلع شرقی ۳ کے نام سے ایک اور مقامی تنظیم وجود میں آ گئی۔ متذکرہ بالا تبدیلیوں کے نتیجہ میں اب اس سالانہ اجتماع کے موقع پر اندرون ملک چار حلقہ جات، سرحد، شمالی پنجاب، پنجاب اور سندھ کے علاوہ پنجاب کے تین ذیلی حلقہ جات، شرقی پنجاب، غربی پنجاب اور جنوبی پنجاب قائم ہیں۔ اندرون ملک اس وقت ۱۴ مقامی تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ یعنی پشاور، راولپنڈی/ اسلام آباد، گجرات، فیروزوالہ، لاہور شہر، لاہور شرقی نمبر۱، لاہور شرقی نمبر۲، فیصل آباد، ملتان، کوئٹہ، کراچی ضلع وسطی، کراچی ضلع شرقی نمبر۱، کراچی ضلع شرقی نمبر۲ اور کراچی ضلع شرقی نمبر۳۔

مقامی تنظیموں کی دعوتی و تنظیمی کیفیات آپ مقامی امراء کی رپورٹس میں ملاحظہ فرمائیں گے، تاہم حلقہ جات کے حوالہ سے بحیثیت مجموعی کیفیت کا ایک اجمالی نقشہ پیش خدمت ہے۔

حلقہ سرحد ایک مقامی تنظیم پشاور اور دو مقامی اسرہ جات باجوڑ اور حیات آباد پر مشتمل ہے۔ تنظیم اسلامی پشاور تین اسرہ جات میں منقسم ہے۔ تنظیمی و دعوتی اجتماعات نظام العمل کے مطابق منعقد ہو رہے ہیں، اگرچہ حاضری تسلی بخش قرار نہیں دی جا سکتی۔ اسرہ باجوڑ کی کیفیت حوصلہ افزا ہے۔ اسرہ حیات آباد اسی سال کے دوران قائم ہوا تھا، لیکن ابھی اس کا نظام مستحکم نہیں ہو سکا۔ تنظیم اسلامی پشاور اور حلقہ سرحد کا مشترک دفتر پشاور میں تسلی بخش طریق سے کام کر رہا ہے۔ یہ دفتر نماز عصر تا نماز عشاء کھلتا ہے، جہاں کتب و کیسٹس لائبریری بھی موجود ہے۔ ناظم حلقہ میجر فتح محمد صاحب قرآن کالج ہاسٹل میں خدمات کے لئے ستمبر ۹۱ء میں لاہور منتقل ہو گئے۔ ان کی جگہ جناب اشفاق احمد میر صاحب ناظم حلقہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے دفتر حلقہ سے خط و کتابت کے ذریعے بیرون

پشاور کے رفقاء و احباب سے رابطہ رکھا۔ اوسطاً ماہانہ پچاس خطوط جاری ہوئے۔ مختلف مقامات کے تنظیمی و دعوتی دوروں میں بھی ناظم حلقہ پانچ تا سات دن ماہوار صرف کرتے رہے۔ سال کے دوران اس حلقہ میں اٹھارہ نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے اور ۱۴ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی۔ حلقہ کے ۲۵ ملتزم رفقاء تمام کے تمام اور ۹۷ مبتدی رفقاء میں سے ۳۵ باقاعدہ ماہانہ اعانت ادا کرتے ہیں۔

حلقہ پنجاب پہلے چار ذیلی حلقہ جات میں منقسم تھا' جن میں سے شمالی پنجاب کو اب باقاعدہ حلقہ کا درجہ دینے اور ناظم و نائب ناظم کے تقرر کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ یہ حلقہ دریائے چناب اور سندھ کے درمیانی علاقہ بشمول آزاد کشمیر پر مشتمل ہے۔ اس میں دو مقامی تنظیمیں راولپنڈی ر اسلام آباد اور گجرات اور تین مقامی اسرہ جات مظفر آباد' جاتلان (آزاد کشمیر) اور چکوال قائم ہیں۔ ابتداءً تنظیم اسلامی راولپنڈی ر اسلام آباد کی کیفیت تشویشناک رہی ہے۔ الحمد للہ اس میں بتدریج بہتری ہوئی ہے اور اب دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں میں اضافہ اور نظام العمل کے مطابق انعقاد کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔ تنظیم اسلامی گجرات میں معمول کے پروگرام اور اجتماعات نظام العمل کے مطابق ہوجاتے ہیں' اگرچہ رفقاء و احباب کی حاضری حوصلہ افزا نہیں۔ بارہا توجہ دلانے کے باوجود اس میں بہتری کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔ دونوں مقامی تنظیموں میں دفاتر اور کتب و کیسٹس لائبریریاں باقاعدہ قائم ہیں اور تسلی بخش طریق سے کام ہورہا ہے۔ حلقہ کے تین اسرہ جات میں سے اسرہ جاتلاں کی کیفیت بہتر ہے۔ بقیہ مقامات پر نقباء نے محنت نہیں کی۔ تاہم اسرہ مظفر آباد میں گزشتہ دو تین ماہ سے نئے نقیب کے تقرر کے بعد صورت حال کافی حوصلہ افزا ہوچکی ہے۔ حلقہ کا دفتر تنظیم اسلامی راولپنڈی ر اسلام آباد کے دفتر میں ہی قائم ہے۔ منفرد رفقاء سے خط و کتابت رہتی ہے۔ ناظم حلقہ کے اہل و عیال اگرچہ لاہور میں مقیم ہیں تاہم وہ مہینہ میں کم از کم بیس دن اپنے حلقہ میں گزارتے ہیں۔ الحمد للہ انہوں نے مختلف مقامات پر دعوتی و تنظیمی سرگرمیوں کو منظم کیا ہے۔ تنظیم اور تحریکِ خلافت کے تعارف کے سلسلے میں یہاں عمدہ کام ہوا ہے۔ حلقہ ہائے دروسِ قرآن مجید کا قیام اور اس سلسلہ میں مسلسل پیش رفت اس حلقہ کی ایک نمایاں خصوصیت رہی ہے۔ سال کے دوران اس حلقہ میں ۳۰ نئے رفقاء شامل ہوئے اور ۳۴ رفقاء نے تربیت گاہوں

میں شرکت کی۔ حلقہ کے ۷۱ ملتزم رفقاء میں سے ۵۳ اور ۲۰۲ مبتدی رفقاء میں سے ۵۸ ماہانہ اعانت ادا کررہے ہیں۔

حلقہ پنجاب کے تین ذیلی حلقہ جات میں سے شرقی پنجاب دریائے راوی اور چناب کے درمیانی علاقہ میں سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ کے اضلاع پر مشتمل ہے۔اس میں صرف ایک مقامی تنظیم فیروز والہ قائم ہے جو کافی عرصہ سے ایک چھوٹی تنظیم ہے اور ابھی تک اس میں وسعت کے آثار پیدا نہیں ہوئے۔ اجتماعات معمول کے مطابق ہوتے ہیں۔ اجتماع خواتین بھرپور انداز میں ہوتا ہے۔ مقامی تنظیم کے لئے دفتر اور کتب و کیسٹس کی لائبریری بھی موجود ہے۔ حلقہ میں مقامی اسرہ جات سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور ڈسکہ میں قائم ہیں اور ان کو حال ہی میں منظم کیا گیا ہے۔ان شاء اللہ العزیز جلد استحکام بھی پیدا ہوجائے گا۔ نائب ناظم حلقہ جناب محمد اشرف صاحب کی خدمات جز وقتی میسر ہیں، لہٰذا ان کی معاونت کے لئے مرزا ندیم بیگ صاحب کی ہمہ وقتی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو کہ ہر ماہ میں قریباً ۱۵۔ ۲۰ روز لازماً حلقہ کے مختلف مقامات پر دعوتی پروگراموں میں لگاتے ہیں۔ اس حلقہ کی خصوصی پیش رفت قصبات و دیہات میں توسیع دعوت کا کام ہے۔ تحریک خلافت کے حوالے سے یہاں پر بہت قابل قدر کام ہوا ہے۔ حلقہ کا دفتر ڈسکہ میں قائم ہے۔ سال کے دوران اس حلقہ میں ۹ نئے رفیق شامل ہوئے اور ۱۳ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی۔ حلقہ کے ۲۱ ملتزم رفقا میں سے ۱۹ اور ۲۲۷ مبتدی رفقامیں سے ۲۸ باقاعدہ اعانت ادا کرتے ہیں۔

پنجاب کا ذیلی حلقہ غربی پنجاب فیصل آباد، جھنگ، سرگودھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور میانوالی کے اضلاع پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک مقامی تنظیم فیصل آباد اور دو مقامی اسرہ جات سرگودھا اور ماموں کانجن مانانوالہ کے مقامات پر قائم ہیں۔ تنظیم اسلامی فیصل آباد میں تنظیمی و دعوتی سرگرمیاں نظام العمل کے مطابق بہت بہتر انداز میں جاری ہیں، اگرچہ اجتماعات میں رفقاء کی حاضری کا تناسب مزید بہتر ہونا چاہیے۔ اجتماع خواتین باقاعدہ، منظم اور بھرپور ہوتا ہے۔ عربی تعلیم کا سلسلہ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی کلاس کی شکل میں جاری رہتا ہے۔ ماہانہ درس قرآن کی محفل، جس میں گذشتہ سال سے قبل بعض اوقات امیر محترم کی بھی شرکت ہوتی تھی،اگرچہ ابھی جاری ہے لیکن اس کی حاضری بہت کم ہوچکی

ہے۔ حلقہ میں قائم اسرہ جات سرگودھا اور مانانوالہ میں اگرچہ دعوتی سرگرمیاں اور ناظم حلقہ سے رابطہ کی کیفیت موجود ہے تاہم نظم اور اجتماعات کے سلسلے میں نظام العمل کے مطابق باقاعدگی پیدا نہیں ہو سکی۔ نائب ناظم حلقہ جناب احسان الٰہی ملک صاحب کی خدمات اگرچہ جز وقتی ہی میسر ہیں، تاہم وہ اپنا کافی وقت حلقہ کے دیہات و قصبات میں دعوتی پروگراموں میں صرف کرتے ہیں اور انہوں نے تحریکِ خلافت کے حوالے سے دور دراز مقامات تک خاصی محنت سے کام کیا ہے۔ تنظیم اسلامی فیصل آباد اور حلقہ غربی پنجاب کا مشترک دفتر مع کتب و کیسٹس لائبریری فیصل آباد میں موجود ہے، لیکن حلقہ کی سطح پر خط و کتابت اور رابطہ کی کیفیت توجہ طلب ہے۔ سال کے دوران اس حلقہ میں ۱۳ نئے رفقاء شامل ہوئے اور (ملتزم و مبتدی) تربیت گاہوں میں ۱۲ رفقاء نے شرکت کی۔ حلقہ کے ۲۹ ملتزم رفقاءمیں سے ۲۷ اور ۱۰۸ مبتدی رفقاءمیں سے ۴۶ ماہانہ اعانت ادا کر رہے ہیں۔

پنجاب کا ذیلی حلقہ جنوبی پنجاب لاہور کے جنوب کی جانب لاہور، ملتان اور بہاولپور ڈویژنوں کے وسیع علاقہ جات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک مقامی تنظیم ملتان اور پانچ مقامی اسرہ جات، وہاڑی، شجاع آباد، بہاولپور، بورے والہ اور صادق آباد قائم ہیں۔ تنظیم اسلامی ملتان اور اسرہ وہاڑی میں تنظیمی و دعوتی معمولات باقاعدہ اور نظام العمل کے مطابق ہوتے ہیں۔ ملتان میں اجتماع خواتین مدّت سے جاری ہے، لیکن حاضری خاطر خواہ نہیں۔ مقامی تنظیم کا دفتر اور کتب و کیسٹس لائبریری موجود ہے۔ بقیہ اسرہ جات بورے والہ، شجاع آباد، بہاولپور اور صادق آباد کی کیفیت خاصی تشویشناک رہی ہے، لیکن اب نائب ناظم حلقہ کے مسلسل رابطہ اور ہدایات کے نتیجہ میں کافی بہتری کے آثار پیدا ہوئے ہیں ——— نائب ناظم حلقہ جناب محمد اشرف وصی صاحب اس حلقہ میں مقیم نہیں ہیں، بلکہ ان کا رابطہ دفتر بھی لاہور میں ناظم پنجاب کے دفتر میں ہے۔ وہ ہر ماہ قریباً ۱۵۔ ۲۰ روز بھرپور انداز میں اپنے حلقہ کے مختلف مقامات کے تنظیمی و دعوتی دوروں میں صرف کرتے ہیں اور حلقہ کے منفرد رفقاء سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ بھی رکھتے ہیں۔ سال کے دوران اس حلقہ میں ۸ نئے رفقاء شامل ہوئے اور ۱۹ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی۔ حلقہ کے ۳۴ ملتزم رفقاء میں سے ۲۷ اور ۱۴۸ مبتدی رفقاءمیں

سے ۲۷ رفقاء اعانت ادا کر رہے ہیں۔

لاہور اب تین مقامی تنظیموں میں منقسم ہے: لاہور شہر، لاہور شرقی نمبر۱ اور لاہور شرقی نمبر۲۔ بحیثیت مجموعی یہاں پر تنظیمی و دعوتی کیفیت نظام العمل کے مطابق استوار ہو چکی ہے۔ دعوتی اجتماعات میں ابتداءً حاضری کی کمی کا شدت سے احساس رہا۔ تاہم اس کے لئے محنت و کوشش ہوئی اور اب صورت حال حوصلہ افزا ہے۔ تنظیم اسلامی لاہور شہر پانچ زونز میں منقسم ہے اور ہر زون میں تین یا دو اسرہ جات ہیں۔ ہفتہ وار تنظیمی اجتماعات اسرہ جاتی سطح پر منعقد ہوتے ہیں۔ حاضری قریبا ۵۰ تا ۸۰ فی صد رہتی ہے۔ ہفتہ وار دعوتی اجتماعات چھ مقامات پر منعقد ہوتے ہیں۔ ماہانہ تنظیمی و دعوتی اجتماعات یکجا اور بھر پور انداز میں ہو رہے ہیں۔ یہ پروگرام نظام العمل کے مطابق ہیں۔ اس کے علاوہ دعوتی اجتماعات، کارنر میٹنگز اور مظاہروں کی ایک طویل فہرست ہے جن کی تفصیل آپ کے سامنے مقامی تنظیم کی رپورٹ میں آجائے گی۔ تنظیم اسلامی لاہور شرقی نمبر۱ اور نمبر۲ سال کے دوران ہی قائم ہوئیں۔ تنظیمی و دعوتی اجتماعات نظام العمل کے مطابق ہو رہے ہیں۔ دیگر مظاہراتی اور مہماتی سرگرمیوں میں بھی یہ تنظیمیں تنظیم اسلامی لاہور شہر کے کام میں برابر کی شریک اور معاون رہی ہیں۔ سال کے دوران لاہور میں ۵۱ نئے حضرات تنظیم میں شامل ہوئے اور ۸۰ رفقاء تربیت گاہوں میں شریک ہوئے۔ لاہور کے ۱۱۶ ملتزم رفقاء میں سے ۱۱۲ اور ۳۱۷ مبتدی رفقاء میں سے ۱۷۰ اعانت ادا کر رہے ہیں۔

ناظم حلقہ پنجاب جناب عبدالرزاق صاحب کا دفتر سال کے آغاز ہی میں ۴۔ اے مزنگ روڈ پر قائم ہو گیا تھا۔ دفتر حلقہ سے خط و کتابت اور مختلف مقامات پر ناظم حلقہ کے تنظیمی و دعوتی دوروں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے۔ ناظم حلقہ، نائب ناظمین اور امرائے لاہور کا ایک ماہوار اجتماع ہر ماہ باقاعدگی سے ہوتا رہا ہے، جس میں مختلف مقامات کے تنظیمی و دعوتی امور کا جائزہ اور پیش آمدہ مسائل کے بارے میں فیصلے کئے جاتے رہے ہیں۔ گذشتہ نومبر میں جناب عبدالرزاق صاحب کو ناظم تحریک خلافت نامزد کیا گیا اور ان کا دفتر ۴۔ اے مزنگ روڈ لاہور ہی تحریک خلافت کا مرکزی دفتر بھی قرار پایا۔ فی الحال وہ ناظم پنجاب اور ناظم تحریک خلافت کی دوہری ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔

حلقہ سندھ میں کراچی کی چار مقامی تنظیموں اور تین مقامی اسرہ جات کے علاوہ اندرون

سندھ ایک مقامی اسرہ سکھر اور مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے منفرد رفقاء شامل ہیں۔ تنظیم اسلامی کراچی کو جولائی ۹۱ء سے تین مقامی تنظیموں کراچی ضلع وسطی، کراچی ضلع شرقی نمبرا کراچی ضلع شرقی نمبر۲ اور چار اسرہ جات میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان میں ایک اسرہ نے دو ماہ قبل ایک مقامی تنظیم کراچی ضلع شرقی نمبر۳ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ کراچی کی تمام تنظیموں اور اسرہ جات میں اجتماعات نظام العمل کے مطابق منعقد ہو رہے ہیں۔ تنظیم اسلامی کراچی وسطی میں صورت حال اطمینان بخش ہے۔ باقاعدہ دفتر موجود ہے جو صبح ۱۱ بجے تا نماز عشاء کھلا رہتا ہے۔ کتب و کیسٹس لائبریری اور مکتبہ بھی کام کر رہا ہے۔ تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبرا کی کیفیت تسلی بخش نہیں ہے۔ اگرچہ اجتماعات نظام العمل کے مطابق منعقد ہو رہے ہیں لیکن حاضری خاصی کم ہے۔ باقاعدہ دفتر قائم نہیں ہوسکا، لہٰذا کتب و کیسٹس موجود ہونے کے باوجود لائبریری کا انتظام ابھی نہیں ہوسکا۔ تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر۲ میں بحیثیت مجموعی صورت حال مناسب ہے۔ باقاعدہ دفتر موجود ہے جو عصر تا عشاء کھلتا ہے، جس میں کتب و کیسٹس لائبریری اور مکتبہ کا انتظام ہے۔ ہر جمعرات کو امیر محترم کے ویڈیو کیسٹ کے ذریعے ایک مؤثر دعوتی پروگرام کا اہتمام ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبر۳ حال ہی میں قائم ہوئی ہے۔ ایک اسرہ کی حیثیت سے اس کی کارکردگی بہت بہتر تھی۔ ہفتہ وار تنظیمی و دعوتی اجتماعات باقاعدگی سے ہوتے ہیں جن میں حاضری کی کمی کو دور کرنے کے لئے محنت کی گئی ہے۔ ہفتہ میں تین روز عربی کلاس کا اہتمام ہے۔ کراچی کے تین مقامی اسرہ جات میں شہر کے قدیم علاقوں پر مشتمل اسرہ کے علاوہ بقیہ اسرہ جات کی کیفیت مناسب ہے۔

اندرونِ سندھ صرف ایک اسرہ سکھر میں قائم ہے۔ حیدر آباد اور اندرون سندھ کے کئی مقامات پر ہمارے کافی رفقاء ہیں لیکن گذشتہ کئی سال سے مخدوش حالات کے پیش نظر ان سے رابطہ کی کیفیت بہت کمزور رہی ہے۔ ناظم حلقہ سندھ سید محمد نسیم الدین صاحب نے اس سال کے دوران اس کے لئے خاصی محنت کی ہے۔ اپنی صحت کی خرابی کے باوجود انہوں نے اور معتمد حلقہ جناب نجیب صدیقی صاحب نے دوران سال سکھر اور حیدر آباد کے کئی تنظیمی دوروں کا اہتمام کیا۔ دفتر حلقہ سے بھی خط و کتابت کے ذریعے سندھ کے رفقاء و احباب سے مضبوط رابطہ رکھا گیا ہے۔ حلقہ کی سطح پر پریس سے رابطہ اور نشرو

اشاعت کا بھی عمدہ انتظام موجود ہے۔ کراچی میں مقامی تنظیموں اور اسرہ جات کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گذرا، لہٰذا ان کی الگ الگ رپورٹس کی بجائے حلقہ سندھ کی مکمل رپورٹ ناظم حلقہ پیش کریں گے۔ اس میں مزید تفصیلات ان شاء اللہ العزیز آپ کے سامنے آجائیں گی۔ سال کے دوران حلقہ سندھ میں ۳۷ نئے حضرات نے تنظیم کی رفاقت اختیار کی اور ۴۶ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی۔ ان میں سے ۱۵ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی خاطر لاہور کا سفر اختیار کیا اور ۳۱ رفقاء کراچی میں منعقدہ خصوصی تربیت گاہوں میں شریک ہوئے۔ حلقہ کے ۵۷ ملتزم رفقاء میں ۴۷ اور ۲۲۶ مبتدی رفقاء میں سے ۴۷ ماہانہ اعانت ادا کر رہے ہیں۔

بلوچستان میں صرف ایک مقامی تنظیم کوئٹہ موجود ہے، جس کا باقاعدہ دفتر اور کتب و کیسٹس لائبریری موجود ہے۔ دفتر شام کے اوقات میں کھلتا ہے۔ اجتماعات اور دیگر سرگرمیاں نظام العمل کے مطابق ہیں۔ پریس سے رابطہ کی کیفیت بہت بہتر ہے۔ سال کے دوران دو نئے حضرات تنظیم میں شامل ہوئے اور ۸ رفقاء نے تربیت گاہوں میں شرکت کی۔ ۳ ملتزم رفقاء تمام کے تمام اور ۱۹ ابتدائی رفقاء میں سے ۷ اعانت ادا کر رہے ہیں۔

اندرون ملک رفقائے تنظیم کی تعداد حسب ذیل ہے۔ اس فہرست میں ان رفقاء کی تعداد الگ دی ہوئی ہے جن کا مقامی سطح پر رابطہ ہے۔ یہ اس وقت مقامی تنظیم کی فہرست میں شامل ہیں۔ بقیہ رفقاء غیر فعال ہو کر یا کسی اور وجہ سے مقامی نظم سے تعلق قائم نہیں رکھ سکے۔ نظام العمل کے مطابق اب وہ مرکز کی تحویل میں ہیں اور خط و کتابت یا ناظمین حلقہ جات کے ذریعہ ان سے رابطہ کی کوشش کی جاتی ہے۔ مختلف مقامات پر منفرد رفقاء اور مقامی اسرہ جات میں شامل رفقاء کا تعلق ناظم حلقہ سے ہوتا ہے لہٰذا ان کو حلقہ کی تحویل میں شمار کیا گیا ہے۔

نمبر	نام تنظیم یا حلقہ	کل تعداد رفقاء	تعداد رفقاء جن سے مقامی سطح پر رابطہ ہے	تعداد ملتزم رفقاء
۱	تنظیم اسلامی پشاور	۵۳	۳۸	۱۵
۲	حلقہ سرحد	۲۹		۱۰

۳	تنظیم اسلامی راولپنڈی/ اسلام آباد	۱۱۶	۷۹ -	۳۳
۴	تنظیم اسلامی گجرات	۷۳	۴۲	۱۸
۵	حلقہ شمالی پنجاب	۷۴	-	۱۰
۶	تنظیم اسلامی فیروزوالہ	۲۲	۱۹	۹
۷	حلقہ شرقی پنجاب	۲۷۶	-	۱۲
۸	تنظیم اسلامی فیصل آباد	۶۶	۴۵	۱۵
۹	حلقہ غربی پنجاب	۷۱	-	۱۴
۱۰	تنظیم اسلامی ملتان	۴۷	۲۲	۹
۱۱	حلقہ جنوبی پنجاب	۱۳۵	-	۲۵
۱۲	تنظیم اسلامی لاہور شہر	۲۸۵	۱۳۷	۷۷
۱۳	،، اسلامی لاہور شرقی (۱)	۴۲	۲۶	۱۴
۱۴	،، ،، لاہور شرقی (۲)	۱۰۶	۲۹	۲۵
۱۵	تنظیم اسلامی کوئٹہ	۳۲	۱۸	۱۳
۱۶	،، اسلامی کراچی وسطی	۲۵۶	۷۳	۱۵
۱۷	،، ،، کراچی شرقی (۱)		۳۱	۱۱
۱۸	،، ،، کراچی شرقی (۲)		۲۹	۱۳
۱۹	،، ،، کراچی شرقی (۳)		۱۵	۶
۲۰	حلقہ سندھ	۴۵	-	۳۰
	اسرہ مرکزی انجمن + مرکزی اسرہ	۱۰	۱۰	۱۰
	میزان	۱۷۷۸		

کل تعداد گزشتہ سال ۱۵۲۵

تعداد رفقاء جنہوں نے دوران سال تنظیم سے معذرت کی ۱۰
یا الگ کر دیئے گئے

اضافہ دوران سال ۲۴۳

توسیعِ دعوت اور رابطۂ عوام کی کوششیں

دو سال قبل یہ طے کیا گیا تھا کہ اب ان شاء اللہ تنظیم اسلامی کی دعوت و پکار کو مساجد اور بند کمروں میں منعقد مجالس کی بجائے کھلے مقامات پر عام جلسوں میں بیان کیا جائے گا۔ الحمدللہ اس سلسلے میں گزشتہ سے پیوستہ سال کے دوران بھرپور کام ہوا اور ملک کے طول و عرض میں "نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کا مصطفوی طریق" کے عنوان سے تنظیم اسلامی کی دعوت اور موجودہ ملکی اور بین الاقوامی حالات کے پس منظر میں منہج انقلاب نبویؐ کی توضیح و تشریح اور افہام و تفہیم کا وسیع پیمانہ پر انتظام ہوا تھا۔ گزشتہ سالانہ اجتماع کے بعد مجلس مشاورت نے اس سلسلہ کو مزید اہتمام اور جوش و جذبہ کے ساتھ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ سال کے دوران مجوزہ علاقائی اجتماعات کا پورا شیڈول تیار کر کے میثاق اور تنظیمی سرکلرز کے ذریعے رفقاء و احباب تک پہنچا دیا گیا۔ اس شیڈول کے مطابق پہلا علاقائی اجتماع ۱۴ر تا ۱۶ر اگست کوئٹہ میں ہوا۔ بلوچستان میں تنظیم اسلامی کے بیشتر رفقاء کوئٹہ شہر تک ہی محدود ہیں، چنانچہ نام تو اگرچہ علاقائی اجتماع کا تھا تاہم اس میں ایک دو استثناءات کے ساتھ صرف ہمارے کوئٹہ کے رفقاء ہی شریک ہوئے۔ علاقائی اجتماع کے متصلاً قبل ۱۴ر اگست کو جلسہ عام کا پروگرام رکھا گیا تھا۔

دوسرا علاقائی اجتماع ۱۰ر تا ۱۲ر ستمبر فیصل آباد میں طے تھا۔ تاہم اس دوران اللہ تعالیٰ کی حکمت سے کچھ ایسی صورت حال پیدا ہو چکی تھی کہ تنظیم اسلامی نے اپنی جدوجہد کے ہدف کو "اسلامی انقلاب" کی بجائے "قیام خلافت" کا عنوان دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ فیصل آباد کے علاقائی اجتماع کے ساتھ جلسۂ عام کو "خلافت کنونشن" کا نام دیا گیا۔ خلافت کی مسنون و ماثور اسلامی روایات اور عوام الناس کی ذہنی اور نفسیاتی سطح سے قریب تر اور قابل فہم اصطلاح کی عوام الناس کی جانب سے بھرپور تائید و پذیرائی ہوئی۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی تدبیر خاص اور فضل و احسان کا مظہر تھا کہ عوامی سطح پر تنظیم اسلامی کی دعوت و پکار اور اس کے اہداف و مقاصد کی تشریح و توضیح کا عنوان "خلافت" قرار پایا۔ چنانچہ ہمارے طے شدہ پروگراموں اور رابطۂ عوام کی کوششوں کا رخ اسی جانب مڑ گیا۔ اس کے لئے مناسب لٹریچر تیار کیا گیا اور پاکستان کے قریباً تمام بڑے شہروں میں جلسہ ہائے

عام منعقد کرنے کا ایک نیا شیڈول ترتیب دیا گیا۔ اس شیڈول کے مطابق اگلے چار ماہ کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام خلافت کے عنوان سے ۱۷ جلسہ ہائے عام منعقد کئے گئے۔ اور خلافت کو ایک تحریک کی شکل دے کر شرکاء سے معاونت بھی طلب کی گئی۔ اس سلسلے کا آخری پروگرام ۲۶ فروری ۹۲ء کو ائیرو کلب نیپا چورنگی کراچی کا جلسہ عام تھا۔ ان جلسوں میں حاضری پانچ صد سے ڈھائی ہزار تک رہی' تاہم چند ایک چھوٹے مقامات پر حاضری کا تناسب اس سے بھی کچھ کم رہا۔ ان جلسہ ہائے عام میں تحریکِ خلافت کا معاون بننے کی دعوت کے نتیجے میں حاضرین کی اوسطاً دس فیصد تعداد نے تعاون فارم پر کئے۔

مشاورتی نظام

نظام العمل کے مطابق تنظیم اسلامی میں مشاورت کے لئے تین سطحیں معین ہیں۔ الحمد للہ سال کے دوران اس کے مطابق پوری پابندی سے تنظیمی و دعوتی امور کے بارے میں مشاورت اور فیصلے ہوتے رہے۔ مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس پابندی سے جاری رہے جن میں امیرِ تنظیم اور مرکزی شعبہ جات کے ناظمین ضروری مسائل مشورہ سے طے کرتے ہیں۔ مجلس عاملہ کے ماہوار اجلاس میں ضابطہ کے مطابق ناظمین حلقہ جات بھی پابندی اور اہتمام سے شرکت کرتے رہے۔ ان اجلاسوں میں علاقائی رپورٹس اور تنظیمی جائزہ کے بعد علاقائی مسائل پر غور اور فیصلے کئے جاتے رہے۔ معین مجلس مشاورت' جس میں پورے پاکستان سے رفقاء کے منتخب نمائندے بھی شریک ہوتے ہیں، اصلاً پالیسی ساز ادارہ ہے۔ اس سال کے دوران اس کے تین سہ روزہ اجلاس ہوئے۔ الحمد للہ اب ہمارا مشاورتی نظام مستحکم ہوگیا ہے۔ چنانچہ اجلاس پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوتے رہے ہیں اور مجلس عاملہ اور مشاورت کے صحیح تصورات اور منطقی تقاضے پورے کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ اس سے قبل مجلس مشاورت ہی کے اجلاس میں تنظیمی معاملات پر کافی وقت صرف ہو جاتا تھا' لیکن اب الحمد للہ مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اور ماہوار اجلاس زیادہ باضابطہ اور منظم ہو چکے ہیں اور انتظامی امور وہیں طے ہو جاتے ہیں' جبکہ اب مجلس مشاورت کا وقت پالیسی معاملات پر غور و خوض اور مشاورت ہی میں صرف ہوتا ہے۔ گزشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس

مشاورت کا انتخاب عمل میں نہیں آیا تھا۔ طے یہ ہوا تھا کہ چونکہ اس سال کے دوران نظام العمل کی "تنفیذ کا بہت اہم مرحلہ درپیش ہے' لہٰذا اس سلسلہ میں مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی خاطر سابقہ مجلس مشاورت کی مدت میں ایک سال کی توسیع کی جائے۔ چنانچہ اب اس سالانہ اجتماع سے قبل الحمد للہ نظام العمل کے مطابق آئندہ دو سال (۹۴ - ۱۹۹۲ء) کی مدت کے لئے مجلس مشاورت کا انتخاب مکمل ہو چکا ہے اور اس نئی مجلس مشاورت کا ایک مختصر اجلاس اس اجتماع سے قبل (۱۵ '۱۶ ر اپریل) منعقد ہو چکا ہے

رفقاء کے وسیع تر حلقہ کی آراء سے استفادہ کی خاطر "توسیعی مشاورت" کا ایک اجلاس منعقد کرنا ضروری ہے۔ الحمد للہ اس کا اہتمام بھی ہوا۔ طے یہ ہوا تھا کہ یہ اجتماع ۳۰ دسمبر تا ۲ جنوری منعقد ہوگا۔ اس کی اطلاع کئی ماہ قبل "میثاق" کے ذریعے رفقاء تک پہنچا دی گئی تھی۔ بعد ازاں میثاق کی وساطت سے اور مرکز سے جاری ہونے والے سرکلرز کے ذریعے بروقت یاد دہانی بھی کرائی گئی۔ تاہم اس میں زیادہ رفقاء نے دلچسپی نہیں لی اور یہ اجتماع صرف ۳۰ دسمبر ہی کو جاری رہ سکا۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر خصوصی فضل و احسان ہے کہ ہم نے تنظیم اسلامی کے طے شدہ مشاورتی نظام کے ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بتدریج اسلامی نظم جماعت میں مشاورت کی اصل روح اور منطقی تقاضوں کی طرف بھی پیش قدمی کی ہے۔ اور الحمد للہ اس کی برکات کا ظہور بھی ہوا ہے۔ اہم معاملات میں فیصلہ تک پہنچنے سے قبل وسیع تر حلقہ میں صائب الرائے' ذمہ دار اور معتمد علیہ حضرات سے مشورہ اور مختلف مقامات سے رفقاء کے تاثرات' تجاویز اور آراء کے حصول کی عمدہ مثالیں قائم ہو رہی ہیں۔ اس سال کے دوران تحریک خلافت کا انتہائی اہم اور بنیادی مسئلہ درپیش ہوا۔ اس کی تفصیلات مختلف مواقع پر آپ کے گوش گزار ہو چکی ہیں۔ اس موقع پر اس ضمن میں ان مشاورتی مراحل کا ایک جائزہ پیش کروں گا جن سے گزر کر ہم نے تحریکِ خلافت کا الگ نظم قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے مقصود تحریک خلافت کا پس منظر بیان کرنا نہیں ہے بلکہ تنظیم کے نظم میں مشاورت کو جس قدر اہمیت دی جاتی ہے اس کا ایک عملی نقشہ پیش کرنا مقصود ہے۔

اولاً مئی ۹۱ء میں جمہوریت کی اصطلاح ترک کرنے اور خلافت کی اصطلاح اختیار کرنے کا فیصلہ ہوا۔ مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں یہ مسئلہ ابتداہی میں زیر

بحث آگیا۔ ہر مرحلہ پر سوچ اور فکر کے جو زاویئے سامنے آئے ان پر بھرپور بحث و تمحیص اور مشورہ ہوا۔ مجلس عاملہ کے ماہوار اجلاس میں علاقائی ناظمین بھی شریک ہوتے ہیں۔ جولائی ۹۱ء میں ان کے سامنے یہ مسئلہ پوری تفصیل کے ساتھ زیر بحث آیا اور اس کے بعد ہر ماہ اس اجلاس میں تازہ صورت حال پر مشورہ ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ اس مسئلہ پر مشاورت کے لئے جو مجالس منعقد کی گئیں ان کا اجمالی تذکرہ درج ذیل ہے:

○ ۲۲۔ ۲۳ جولائی ۹۱ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں پنجاب کے ملتزم رفقاء کا ایک دو روزہ مشاورتی اجتماع منعقد ہوا جس میں اس مسئلہ کا پس منظر، جمہوریت کی بجائے خلافت کی اصطلاح اپنانے اور رابطہ عوام کے لئے تحریک کا تذکرہ ہوا۔ رفقاء کو بھرپور اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔

○ ۸ / اگست ۹۱ء کو مجلس عاملہ کے ماہوار اجلاس میں نائب ناظمین حلقہ جات کے علاوہ لاہور اور نواحی شہروں کے اراکین مشاورت اور لاہور کے امراء اور نقباء کو بھی بلایا گیا۔ صبح و شام کی دو بھرپور نشستوں میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض اور افہام و تفہیم کے بعد رفقاء نے اپنی آراء کا اظہار کیا۔

○ مرکزی مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ ۴۔ ۵ ستمبر میں اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور بحث و تمحیص ہوئی اور مختلف فیصلے کئے گئے۔

○ ۳/ اکتوبر ۹۱ء کو مرکزی مجلس عاملہ کے ماہوار اجلاس کے بعد ایک خصوصی توسیعی اجلاس منعقد ہوا، جس میں اراکین مجلس عاملہ کے علاوہ نائب ناظمین پنجاب اور لاہور کی مقامی تنظیموں کے امراء اور نقباء شریک ہوئے۔ مجلس مشاورت کے فیصلوں کی روشنی میں عملی اقدامات اور تحریک کے آئندہ تنظیمی ڈھانچے پر غور کیا گیا اور آراء کا اظہار ہوا۔

○ ۴/ دسمبر اور ۳۱/ دسمبر کو بھی مجلس عاملہ کے توسیعی اجلاس ہوئے جن میں نائب ناظمین حلقہ جات کے علاوہ لاہور کے امراء کو بھی بلایا گیا۔

ان سطحوں پر مشورے کے بعد مشورے کے فورم کو مزید وسعت دی گئی۔ چنانچہ

○ ۱۔ ۲/ جنوری ۹۲ء کو لاہور میں پنجاب اور سرحد اور ۱۱۔ ۱۲/ جنوری کو کراچی میں سندھ اور بلوچستان کے ملتزم رفقاء کے خصوصی مشاورتی اجتماعات ہوئے۔ ان میں علی الترتیب ۱۷۸ اور ۷۰ رفقاء شریک ہوئے۔ ان اجلاسوں میں تحریک خلافت کے آئندہ نظم

کے بارے میں رفقاء کی آراء اور دلائل باقاعدہ منضبط کئے گئے۔ اس کے علاوہ خطوط کے ذریعے حاصل ہونے والی تجاویز اور مشوروں کو بھی اس میں شامل کیا گیا۔

○ مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ ۵۔ ۶ فروری میں اس مسئلہ پر اب تک کے دلائل و آراء کی روشنی میں مزید غور و خوض ہوا۔ یہ تھے مختصراً وہ مراحل جن سے گزر کر تحریک خلافت کا ایک الگ نظم قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

تربیتی نظام

رفقاء کے مابین درجہ بندی اور ان کے لئے تربیتی و تنظیمی نصاب' نیز تربیت گاہوں کے انعقاد کا نظام الحمد للہ اب کافی مستحکم ہوگیا ہے۔ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر ہی ہم نے سال کے دوران تربیت گاہوں کا شیڈول تیار کرکے اس کا اعلان کر دیا تھا۔ میثاق میں بھی پورے سال کا پروگرام دے دیا گیا تھا تاکہ رفقاء اپنی سہولت اور فراغت کے مطابق استفادہ کر سکیں۔ طے یہ ہوا تھا کہ مرکز میں ہر ماہ باری باری ایک ہفت روزہ مبتدی اور ایک ملتزم تربیت گاہ منعقد کی جائے۔ الحمد للہ ہم نے اس طے شدہ پروگرام کی نہ صرف پوری پابندی کی بلکہ سندھ کے رفقاء کے مطالبہ پر کراچی میں دو اضافی مبتدی تربیت گاہوں کا بھی انتظام کیا گیا۔ اس طرح سال کے دوران (فروری تک) ۷ مبتدی اور ۶ ملتزم تربیت گاہیں منعقد ہوئیں' جن سے مجموعی طور پر ۷۳ ملتزم رفقاء اور ۱۱۳ مبتدی رفقاء نے استفادہ کیا۔ اس سالانہ اجتماع سے متصلاً قبل اور متصلاً بعد مبتدی اور ملتزم تربیت گاہوں کا جو اہتمام ہوا ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔

نظام العمل کے مطابق مبتدی اور ملتزم رفقاء کی ہفتہ وار اور ماہوار رپورٹوں کا تذکرہ ہوچکا ہے۔ الحمد للہ ان کا نظام پوری طرح جاری ہے۔ ملتزم رفقاء کی جانب سے اس کی پابندی بتدریج حوصلہ افزا ہوچکی ہے۔ تنظیم میں نئے شامل ہونے والے مبتدی رفقاء بھی اس کا اہتمام کر رہے ہیں' لیکن پرانے مبتدی رفقاء ابھی اس طرف کم ہی توجہ دے رہے ہیں۔ مبتدی تربیت گاہوں میں بھی ایسے رفقاء کی شرکت بہت کم ہے۔ چنانچہ اس کے لئے محنت و کوشش کی جاتی ہے اور مرکز کی جانب سے سرکلرز اور خطوط کے ذریعے ترغیب و تشویق اور فہمائش کے علاوہ امراء و نقباء کی وساطت سے رابطہ اور یاد دہانی کا

مقامی اور مرکزی شعبہ جات کے مابین رابطہ

حلقہ جات، مقامی تنظیموں اور منفرد رفقاء کے لئے مرکز سے رابطہ کے ضمن میں اگرچہ پہلے سے قواعد و ضوابط متعین ہیں اور الحمد للہ ان کے مطابق عمل ہو رہا تھا، تاہم نظام العمل کی تکمیل کے بعد اس کی ضروریات اور تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان پر نظر ثانی کی گئی اور گزشتہ سالانہ اجتماع کے فوراً بعد ہی اس سلسلہ میں مناسب ہدایات جاری کر دی گئیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس سلسلہ میں مختلف سطح پر کارگردگی بہتر اور مستحکم ہوئی ہے۔ ناظمین حلقہ جات مجلس عاملہ کے ماہوار اجلاس میں جمع ہوتے ہیں اور اپنی ماہانہ تحریری رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ اس اجلاس سے دو روز قبل پنجاب کے ذیلی حلقہ جات کے نائب ناظمین ناظم پنجاب کے ساتھ اپنے ماہوار اجلاس میں اپنی ماہوار رپورٹس پیش کرتے ہیں۔ الحمد للہ سال کے دوران اس انتظام میں کوئی رخنہ پیدا نہیں ہوا۔ مقامی تنظیموں کی جانب سے مقررہ فارم پر ماہوار رپورٹس مرکز اور دفتر حلقہ میں بحیثیت مجموعی ضابطہ کے مطابق موصول ہوتی رہی ہیں۔ اگرچہ بعض مقامی امراء کی جانب سے تساہل بھی ہوا ہے تاہم مرکز میں اس کی جانچ پڑتال اور یاددہانی کے مؤثر انتظام کی وجہ سے اس میں بھی تعطل پیدا نہیں ہوا۔ ان رپورٹس پر تبصرہ اور مناسب ہدایات بھی دی جاتی رہی ہیں۔ مبتدی اور ملتزم رفقاء کی ہفتہ وار اور ماہانہ رپورٹس مرکز میں موصول ہوتی ہیں اور ان رپورٹس کی ایک نقل مقامی امیر کو بھی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں رابطہ اور رہنمائی اصلاً مقامی سطح پر ہونی چاہئے لیکن فی الحال اس کا مؤثر انتظام نہیں ہوسکا اور یہ کام مرکز ہی سے بذریعہ خط و کتابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ ناظم تربیت ان کی جانچ پڑتال کے بعد ان پر تبصرہ اور ضروری ہدایات پر مشتمل ایک ماہوار خط متعلقہ رفیق تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملتزم رفقاء کی جانب سے رپورٹس کی ترسیل کی کیفیت کافی حوصلہ افزا ہے۔ اس کے لئے مقامی سطح پر محنت بھی ہوئی ہے۔ قریبا ۸۵ فیصد ملتزم رفقاء رپورٹس کی پابندی کر رہے ہیں، لیکن منفرد اور اکثر مبتدی رفقاء کی کیفیت ابھی توجہ طلب ہے۔

گزشتہ سال کے دوران رفقاء کی رپورٹس کے علاوہ مرکزی دفتر میں موصول ہونے والے خطوط کی اوسطاً ماہوار تعداد تقریباً ۱۷۵ اور دفتر سے جاری ہونے والے خطوط کی

امیر تنظیم کے دعوتی پروگرام

☆ توسیع کے تقاضوں کے تحت یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ امیرِ محترم کے خطاباتِ جمعہ کا سلسلہ اب صرف مسجد دارالسلام تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ قرآن اکیڈمی لاہور اور اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کراچی میں بھی، جہاں گزشتہ رمضان المبارک میں امیر محترم نے دورۂ ترجمۂ قرآن کیا تھا، مہینہ میں ایک ایک مرتبہ امیرِ محترم کا خطابِ جمعہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ گزشتہ سال کے آغاز ہی میں طے کر لیا گیا تھا کہ ہر ماہ کا پہلا خطاب جمعہ مسجد دارا لسلام باغ جناح لاہور، دوسرا قرآن اکیڈمی کراچی اور مہینہ کا آخری جمعہ جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوگا. اس کی پابندی کی حتی الوسع کوشش کی گئی، تاہم تحریک خلافت کے سلسلے میں امیر محترم کے اندرون ملک دعوتی پروگراموں اور جلسہ ہائے عام، نیز بیرون ملک اسفار کی بناپر قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابات جمعہ کا سلسلہ انتہائی محدود رہا۔ البتہ مسجد دارالسلام لاہور اور قرآن اکیڈمی کراچی میں یہ خطابات پروگرام کے مطابق ہوئے۔

امیر محترم کا سلسلہ وار درس قرآن ہر ہفتہ کی شام کو جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوتا تھا۔ الحمد للہ یہ سلسلہ نومبر ۱۹۹۱ء میں اختتام پذیر ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے مطالعۂ قرآن حکیم کا یہ سلسلہ جو جون ۱۹۶۸ء سے مسجد خضراء سمن آباد لاہور سے شروع ہوا تھا، قریباً تیئس برس میں مکمل ہوا۔ اس کے بعد اس کے دور ثانی کا آغاز قرآن آڈیٹوریم میں کیا گیا اور اس کے لئے ہفتہ میں دو دن (ہفتہ اور اتوار) متعین ہوئے۔ الحمد للہ اس کی پابندی رہی اور سورہ البقرہ کے سات رکوع کا مطالعہ مکمل کر لیا گیا۔ رمضان المبارک سے قبل یہ سلسلہ عارضی طور پر منقطع ہوا اور اب تجویز یہ ہے کہ اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کرتے ہوئے اولاً مطالعۂ قرآن حکیم کے منتخب نصاب نمبر ا کے دروس، جن کا دورانیہ ایک ایک گھنٹہ ہو، ریکارڈ کئے جائیں، تاکہ ہماری یہ اہم تنظیمی ضرورت، جس کا بارہا تقاضا ہو چکا ہے، پوری ہو جائے۔

بیرونِ پاکستان دوروں کے سلسلے میں امیرِ محترم نے اس سال بھارت، ملائیشیا اور ابوظبی کا سفر کیا۔ ان دوروں کی تفصیلات آپ میثاق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

سالانہ رپورٹ تنظیم اسلامی
بیرونِ پاکستان (مشرقِ وسطیٰ میں مقیم رفقاء)
برائے سال ۹۲ —— ۱۹۹۱ء

بیرون پاکستان مقیم تنظیم اسلامی کے رفقاء کو دو Categories میں تقسیم کیا گیا ہے، یعنی (۱) مشرق وسطیٰ میں مقیم رفقاء اور (۲) برطانیہ، فرانس اور امریکہ میں مقیم رفقاء۔ مشرقِ وسطیٰ میں مقیم رفقاء کا رابطہ مرکزی دفتر تنظیم اسلامی سے ہے، جبکہ بقیہ بیرون پاکستان مقیم رفقاء(Overseas) ناظم اعلیٰ برائے بیرون پاکستان جناب سراج الحق سید کے زیر نگرانی ہیں۔ رپورٹ ہذا صرف مشرق وسطیٰ کی تنظیموں اور رفقاء سے متعلق ہے۔

تعداد رفقاء

مشرق وسطیٰ میں پانچ تنظیمیں اور ایک اسرہ قائم ہے، جبکہ کچھ رفقاء منفرد ہیں۔ رفقاء کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

۱۔ تنظیم اسلامی ابو ظبی	۱۳۰
۲۔ تنظیم اسلامی شارجہ	۲۸
۳۔ تنظیم اسلامی جدّہ	۱۵
۴۔ تنظیم اسلامی الریاض	۳۱
۵۔ تنظیم اسلامی الوسَیع	۲۱
۶۔ اسرہ الجبیل (دھران)	۶
منفرد رفقاء (مصر، اردن، نیوزی لینڈ)	۳
کل تعداد	۲۳۴

ان تمام تنظیموں اور اسرہ الجبیل سے مرکزی دفتر کا مسلسل اور باقاعدہ رابطہ ہے۔ تمام تنظیموں سے ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے موصول ہورہی ہے۔ مرکزی دفتر کی جانب سے ان رپورٹوں پر تبصرہ اور دیگر امور کے بارے میں مشوروں اور تجاویز پر مشتمل ماہانہ خطوط باقاعدگی سے روانہ کئے جاتے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی ابو ظہبی

اس تنظیم کا قیام ۱۹۸۵ء میں عمل میں آیا تھا۔ ۱۹۸۹ء میں رمضان المبارک کے دوران یہاں امیر محترم کا دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام ہوا جس کے نتیجے میں ۳۷ نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے۔ جناب محمد خالد صاحب یہاں کے امیر ہیں۔ تعداد کے اعتبار سے یہ ہماری تیسری بڑی تنظیم ہے۔ ہمارے دبئی اور العین میں مقیم رفقاء بھی اسی کے ماتحت ہیں۔

تنظیمی کیفیت: گزشتہ سال رفقاء کی تعداد ۱۳۴ تھی' دوران سال ۴۲ نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے' لیکن اس کے ساتھ ہی ۳۰ رفقاء کو عدم دلچسپی کی بناء پر لاتعلق قرار دے دیا گیا۔ اس کے علاوہ ۱۶ کے قریب رفقاء پاکستان یا دوسری جگہوں پر منتقل ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت رفقاء کی کل تعداد ۱۳۰ ہے جن میں ملتزم رفقاء ۴۰ اور مبتدی ۹۰ ہیں۔ نظم کے اعتبار سے تنظیم اسلامی ابو ظہبی سات اسروں میں منقسم ہے۔ منفرد رفقاء کے دو حلقے اس کے علاوہ ہیں۔ اسرہ جات کے اجتماعات باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ ہفتہ وار دو دعوتی اجتماعات باقاعدگی کے ساتھ ہو رہے ہیں' جن میں ایک اجتماع میں احباب کی حاضری اوسطاً ۲۲ رہتی ہے جبکہ دوسرے دعوتی اجتماع میں صرف ۴' ۵ احباب ہی شریک ہوتے ہیں۔ رفقاء کا ماہانہ تنظیمی اجتماع بھی باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ خواتین کا ماہانہ ایک اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے جس میں ۱۵ سے ۲۰ تک خواتین شریک ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ ابو ظہبی میں تنظیم میں شامل خواتین کی تعداد ۶ ہے۔

تربیت گاہوں کا نظام: تنظیم اسلامی ابو ظہبی کے ذمہ دار حضرات نے گزشتہ سال کے دوران تربیت گاہوں کا نہایت ہی مؤثر پروگرام ترتیب دیا۔ مرکزی دفتر تنظیم اسلامی میں قائم تربیت گاہوں کے نظام کے بعد مقامی تنظیم کی سطح پر تنظیم اسلامی ابو ظہبی وہ واحد تنظیم ہے جہاں اس نوعیت کے پروگرام ہوئے ہیں۔ گزشتہ سال کے دوران ۶ تربیت گاہیں منعقد کی گئیں۔

گزشتہ رمضان المبارک کے دوران آٹھ نشستوں پر مشتمل ایک تربیت گاہ منعقد کی گئی' جس میں ہر نشست میں حاضری اوسطاً ۲۹ رہی۔ عید کی چھٹیوں کے دوران بھی دو

تھا اس میں صرف ۴ رفقاء ہی شریک ہوئے۔
۳۱ جولائی تا ۲راگست : دو روزہ تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ ۱۰ کے قریب رفقاء نے اس تربیت گاہ میں شرکت کی۔
۹ تا ۱۱راکتوبر: دو روزہ تربیتی و دعوتی پروگرام ہوا۔ اس میں ۱۷ رفقاء اور ۱۸ کے قریب احباب نے شرکت کی۔ اس دوران ایک عمومی پروگرام ایسا بھی ہوا جس میں حاضری ۵۰ تک پہنچ گئی۔
۲۳ تا ۲۵راکتوبر: دو روزہ تربیتی و دعوتی اجتماع منعقد کیا گیا۔
۶ تا ۸ رنومبر: دو روزہ تربیتی و دعوتی پروگرام کا انعقاد ہوا۔
۲۵ تا ۲۷ر دسمبر: دو روزہ تربیت گاہ منعقد کی گئی۔
تنظیم اسلامی ابو ظہبی کا ایک باقاعدہ دفتر قائم ہے جو باقاعدگی کے ساتھ کُھلتا ہے۔ اسی کے ساتھ لائبریری اور مکتبہ بھی ہے۔ میثاق' حکمتِ قرآن اور ندائے خلافت کی کھپت کی صورت حال درج ذیل ہے:
میثاق ۹۰ ' حکمت قرآن ۳۵' ندائے خلافت ۴۰
۶۰ رفقاء باقاعدگی سے اعانت ادا کر رہے ہیں۔
امیر محترم کا دورہ ابو ظہبی: امیر محترم نے جنوری ۹۲ء کے اواخر میں متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا۔ اس کی مفصل رپورٹ میثاق میں شائع ہو چکی ہے۔

☆ تنظیم اسلامی شارجہ

تنظیم اسلامی شارجہ کا قیام ۱۹۹۰ء کے سالانہ اجتماع کے فوراً بعد عمل میں آیا۔ گذشتہ سال یہاں رفقاء کی تعداد ۲۲ تھی' جبکہ اب ۲۳ مبتدی اور ۵ ملتزم رفقاء کے ساتھ یہ تعداد ۲۸ ہے۔ دورانِ سال یہاں ۹ نئے رفقاء تنظیم میں شامل ہوئے۔ یہ تنظیم تین اسرہ جات میں منقسم ہے۔ جناب مشتاق حسین صاحب یہاں کے امیر ہیں۔ ہفتہ وار تنظیمی اجتماعات باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ ہفتہ وار ۵ دعوتی اجتماعات ہوتے ہیں جن میں سے ایک میں رفقاء کی حاضری بھرپور ہوتی ہے۔ بقیہ دروسِ قرآن کے حلقے ہیں' جن میں رفقاء کی حاضری لازم نہیں ہے۔ ان اجتماعات میں احباب کی حاضری اوسطاً ۲۲' ۱۴' ۲۰' ۱۰

اور ۱۴ ہوتی ہے۔ خواتین کا ماہانہ اجتماع بھی ہوتا ہے اگرچہ باقاعدگی کے ساتھ نہیں۔ شرکاء کی تعداد ۱۴ کے قریب رہتی ہے۔

تربیت گاہوں کا نظام : ماہانہ دو روزہ تربیتی پروگرام ابو ظبی تنظیم کے تحت منعقد ہوتا ہے جس میں شارجہ سے تنظیم اسلامی کے رفقاء بھی شریک ہوتے ہیں۔ دو رفقاء کو چھوڑ کر تمام رفقاء باقاعدگی سے اعانت ادا کر رہے ہیں۔ ۲۳ میثاق، ۸ حکمت قرآن اور ۱۲ ندائے خلافت کی ماہانہ کھپت ہے۔ تین کمروں کے ایک فلیٹ میں دفتر لائبریری و مکتبہ قائم ہے، ریکارڈنگ مشین موجود ہے، چنانچہ یہاں آڈیو کیسٹ کے ذریعے دعوت کا کام کافی تیزی سے پھیلا ہے۔ گذشتہ سال کے دوران شارجہ مرکز سے ۵۷۰۰ کی تعداد میں آڈیو کیسٹس فروخت ہوئیں۔ اس کے علاوہ وہ بہت سے لوگ اپنے طور پر ان کیسٹس کی کاپیاں کر کے پھیلا رہے ہیں۔ ویڈیو کیسٹس جو فروخت کی گئیں، ان کی تعداد ۹۰۰ ہے۔ ۴۰۰ کے قریب کتب بھی فروخت کی گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی جدہ

یہاں پر ہمارے رفقاء کی تعداد ۱۵ ہے، جبکہ گذشتہ سال یہ تعداد ۹ تھی۔ تاہم اب بھی فعال رفقاء کی تعداد ۹ ہی ہے۔ جناب افتخار الدین صاحب یہاں کے امیر ہیں۔ ہفتہ وار تنظیمی اجتماعات باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ ہفتہ وار دو دعوتی اجتماعات میں احباب کی اوسطاً حاضری بالترتیب ۱۵ اور ۱۳ ہے۔ ماہانہ تنظیمی اجتماع باقاعدگی سے منعقد ہوتا ہے۔ خواتین کا ماہانہ اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے، جس میں امیر محترم کے درس قرآن کی ویڈیو کیسٹ دکھائی جاتی ہے۔ اوسطاً ۱۵ خواتین شرکت کرتی ہیں۔ یہاں پر شعبہ کیسٹ کافی فعال ہے۔ پچھلے ایک سال کے دوران یعنی مارچ ۹۱ء تا مارچ ۹۲ء ۳۵۳ ویڈیو اور ۴۴۲۹ آڈیو کیسٹ فروخت کی گئیں۔ ماہانہ اعانت ادا کرنے والے رفقاء کی تعداد صرف ۵ ہے۔ یہاں پر ۸ میثاق اور ۸ حکمت قرآن جاتے ہیں، البتہ ندائے خلافت کا خانہ خالی ہے۔

☆ تنظیم اسلامی الریاض

تنظیم اسلامی الریاض کے امیر جناب انور مسعود صاحب ہیں۔ گذشتہ سالانہ اجتماع

کے موقع پر رفقاء کی تعداد ۳۳ تھی جو اس سال کم ہو کر ۳۱ رہ گئی ہے، جن میں ۱۷ ابتدی اور ۱۴ ملتزم ہیں۔ ایک رفیق تو مستقلاً پاکستان منتقل ہو گئے۔ دو طالب علم تھے، یعنی انہوں نے تعلیمی مصروفیات کی بنا پر معذرت کی ہے، جبکہ دو حضرات غیر فعال ہو گئے۔ سال کے دوران تین نئے رفقاء اس تنظیم میں شامل ہوئے۔ تنظیمی اعتبار سے رفقاء پانچ اسروں میں منقسم ہیں۔

ہفتہ وار تنظیمی و دعوتی اجتماعات باقاعدگی سے ہو رہے ہیں۔ دو دعوتی اجتماعات ہوتے ہیں، جن میں ایک میں رفقاء و احباب کی حاضری بھرپور ہوتی ہے۔ یہ اجتماع ۴ گھنٹے تک جاری رہتا ہے، جو ویڈیو کیسٹ، درسِ قرآن اور عربی کلاس پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں اوسطاً ۳۲ احباب شریک ہوتے ہیں۔ پچھلے تین چار ماہ سے خواتین کے ماہانہ اجتماع کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اب یہ اجتماع پندرہ روزہ ہو رہا ہے، حاضری بھی بڑھ کر ۴۰ تک پہنچ گئی ہے۔ ماہانہ تنظیمی اجتماع بھی باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ ۲۰ رفقاء باقاعدگی سے اعانت ادا کر رہے ہیں۔

یہاں پر نشر و اشاعت کا شعبہ خاصا مؤثر و متحرک ہے۔ سال کے دوران جو آڈیو و وڈیو کیسٹ مفت تقسیم کئے گئے یا باہر کے ممالک میں بھیجے گئے، ان کی تعداد بالترتیب ۴۸۱ اور ۶۴ ہے۔

جس تعداد میں لائبریری سے استفادہ کیا گیا: آڈیو کیسٹ ۱۴۸۳، وڈیو کیسٹ ۳۹۳، فلموں اور گانوں کے کیسٹ جن کو بلا قیمت امیر محترم کے دروس میں تبدیل کیا گیا: آڈیو ۲۰۲۹، ویڈیو ۲۴۵۔ گذشتہ سال کے دوران فروخت کی گئیں کیسٹس: آڈیو ۵۶۶۴ (مالیت = ۱۲۳،۸۷۸/- روپے)، ویڈیو ۱۰۸۷ (مالیت =/۱۰۲،۷۲۱ روپے)۔ سو سے زائد میثاق و حکمت قرآن کے خریدار ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی الوسیع

گذشتہ سال کی تعداد میں نہ کمی ہوئی اور نہ اضافہ۔ ۲۱ رفقاء میں اسرہ جاتی تقسیم نہیں ہے۔ جناب غلام مصطفیٰ صاحب امیر ہیں۔ پوری تنظیم کا ہفتہ وار ایک تنظیمی اور ایک دعوتی اجتماع ہوتا ہے۔ دونوں اجتماعات میں رفقاء کی حاضری ۵۰ فی صد اور احباب کی

حاضری نہ ہونے کے برابر ہے۔ کبھی کبھار دو چار احباب شریک ہو جاتے ہیں۔ ہفتہ میں دو دفعہ درسِ قرآن ہوتا ہے۔ خواتین کا اجتماع منعقد نہیں ہوتا۔ البتہ شعبۂ نشرو اشاعت خاصا فعال ہے۔ گذشتہ سال کے دوران امیر محترم کے دورۂ ترجمہ قرآن کے ۸ وڈیو اور ۴ آڈیو سیٹ فروخت کئے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر ۵۰۰ وڈیو اور قریباً ۶۰۰ آڈیو کیسٹ فروخت ہوئے۔ منتخب نصاب کے بھی ۲ آڈیو سیٹ فروخت کئے گئے۔ بغرض تبلیغ مفت تقسیم کی گئیں ۶۰ آڈیو اور ۲۰ وڈیو کیسٹ اس کے علاوہ ہیں۔ اعانت ادا کرنے والے رفقاء کی تعداد ۱۵ ہے۔ میثاق، حکمت قرآن اور ندا کی کھپت بہت ہی کم ہے۔ تنظیم کی اپنی لائبریری ہے جس میں امیر محترم کی کتب کے دو سیٹ کے علاوہ دیگر کتب بھی موجود ہیں۔

☆ اُسرہ الجُبَیل

گذشتہ سالانہ اجتماع پر یہ اسرہ دھران کہلاتا تھا، لیکن اب وہاں کے رفقاء کی خواہش پر اسے الجبیل کا نام دیا گیا ہے۔ دراصل یہ سب ساتھی رہتے تو الجبیل میں ہیں لیکن پوسٹ بکس دھران میں ہونے کی وجہ سے اس کو اسرہ دھران کا نام دے رکھا تھا۔ رفقاء کی تعداد ۶ ہے جو سب کے سب ایک ہی جگہ پر رہائش پذیر ہیں، گویا لفظ اسرہ کا مصداقِ کامل ہیں۔ گذشتہ سالانہ اجتماع کے موقع پر تعداد ۴ تھی۔ عبدالرازق خان نیازی صاحب نقیب اسرہ ہیں۔ مرکزی دفتر سے رابطہ میں بہت ہی فعال ہیں۔ ہر ماہ کم از کم دو خطوط ضرور موصول ہوتے ہیں۔ اکثر رفقاء مبتدی کورس کی کتب و کیسٹ کا نصاب مکمل کر چکے ہیں اور ملتزم قرار دئے جا چکے ہیں۔ ان کی طرف سے کوئی بھی خط ایسا نہیں ہوتا جس میں مکتبہ سے کتب و کیسٹ کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔ میثاق اور حکمت قرآن کے سالانہ خریدار بنانے میں بھی خاصے فعال ہیں۔ تمام رفقاء باقاعدگی سے اعانت ادا کر رہے ہیں۔ نشرو اشاعت کے حوالے سے یہ چھوٹا سا اسرہ کئی بڑی تنظیموں سے زیادہ فعال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

رپورٹ، تنظیم اسلامی، بیرون ملک

برائے سال ۹۲ / ۱۹۹۱ء

پہلی ضروری وضاحت تو یہ ہے کہ "بیرون ملک" سے مراد شمالی امریکہ، یعنی United States اور کینیڈا اور فرانس اور یورپ ہیں۔ فرانس اور انگلینڈ میں بھی دراصل پیرس اور لندن شہر میں ہی رفقاء تنظیم موجود ہیں۔

مشرق وسطیٰ اور گلف ممالک میں جو پاکستانی وہاں معاش کے سلسلے میں مقیم ہیں، وہ وہاں Settle نہیں ہوئے ہیں اور چند سال بعد پاکستان واپس آجاتے ہیں۔ لہٰذا مشرق وسطیٰ اور گلف میں مقیم رفقائے تنظیم کو تنظیم اسلامی پاکستان ہی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں انگلینڈ اور امریکہ میں رہنے والے پاکستانی عموماً وہاں Settle ہوچکے ہیں اور وہاں کے شہری ہیں۔ کم ہی امید کی جاتی ہے کہ وہ پاکستان واپس آئیں گے۔ اس بناء پر وہاں کے حالات کے مطابق ان کے لئے مختلف نظم کی ضرورت ہے اور انہیں تنظیم اسلامی پاکستان کا حصہ شمار نہیں کیا جاتا۔

امیر محترم نے جولائی ۱۹۹۱ء میں شمالی امریکہ میں تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ (Tina) کی جگہ ایک نیا حلقہ Friends of Tanzim-e-Islami Pakistan (FOTIP) کے نام سے قائم فرمایا۔ اور اس حلقہ کے لئے شکاگو میں مقیم جناب عطاء الرحمٰن صاحب کو ناظم حلقہ مقرر کیا۔ Tina کے ممبر جو FOTIP میں شامل ہونا چاہیں ان کے لئے لازم ہے کہ تجدید بیعت کریں۔ FOTIP میں شامل رفقاء چاہیں تو وہ TINA کے ممبر بھی بن سکتے ہیں لیکن FOTIP کو اولیت حاصل ہوگی۔ FOTIP کے رفقاء کی موجودہ تعداد ۱۳ ہے۔

تنظیم اسلامی، پیرس (فرانس)

۹۱ء میں رفقاء کی تعداد ۱۰ تھی۔ دوران سال ۲ رفقاء پاکستان واپس آچکے ہیں۔ موجودہ تعداد ۸ ہے۔ جناب محمد اشرف سجاد صاحب امیر ہیں۔

تنظیم اسلامی لندن (برطانیہ)

۹۱ء میں رفقاء کی تعداد ۲۰ تھی ۔ دوران سال ایک رفیق پاکستان واپس آچکے ہیں ۔ موجودہ تعداد ۱۹ ہے ۔ امیر جناب محمد شبیر علی خان صاحب ہیں ۔

KHALID TRADERS

IMPORTERS – INDENTORS – STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER – SMALL TO SUPER – LARGE

AUTHORIZED AGENTS NTN BEARINGS

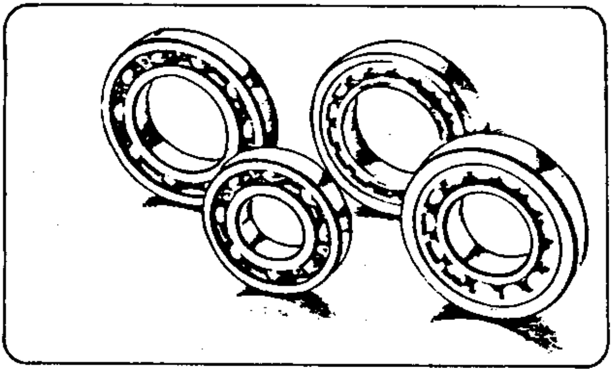

PLEASE CONTACT

TEL : 7732952-7735883-7730593
G.P.O. BOX NO. 1178, OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI-74200 (PAKISTAN)
TELEX : 24824 TARIQ PK CABLE : DIMAND BALL FAX : 7734776

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : Sind Bearing Agency 64 A-65, Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400 (Pakistan) Tel : 7723358-7721172

LAHORE : (Opening Shortly) Amin Arcade 42, Brandreth Road, Lahore-54000 Ph : 54169

GUJRANWALA : 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

ہم مغرب سے مقابلہ کرتے ہیں

.... اور اُن ہی کی سرزمین پر !

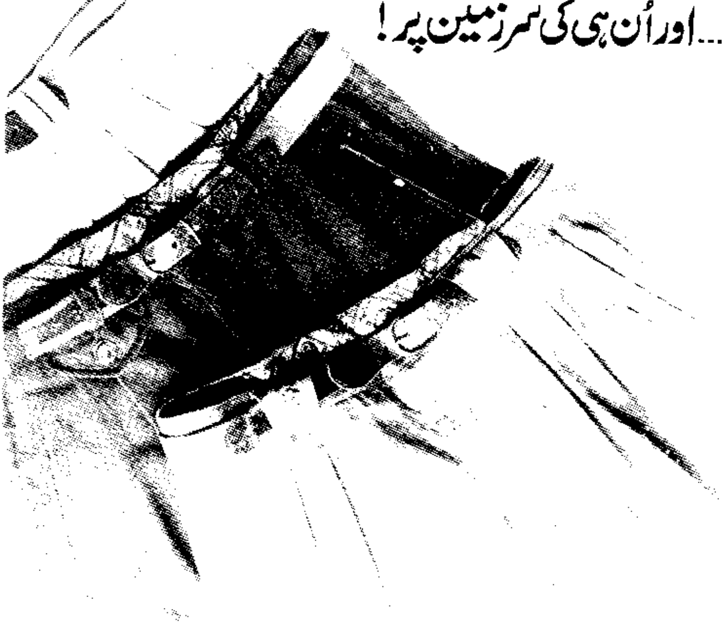

ہم اپنے گارمنٹس، بیڈلنن اور ٹیکسٹائل کی دیگر مصنوعات مغربی ممالک، اسکینڈی نیوین ممالک، شمالی امریکہ، روس اور مشرقِ وسطیٰ کے ملکوں کو برآمد کرتے ہیں اور ہماری برآمدات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لیکن بیرونی منڈیوں میں اپنی ساکھ برقرار رکھنے کے لئے ہمیں انتھک محنت کرکے اپنی فنی مہارت اور معلومات میں مستقل اضافہ کرتے رہنا پڑتا ہے۔ ایسی محنت جو ہمیں رُک کر دم نہیں لینے دیتی، ایسی محنت جو ہماری کارکردگی کے معیار کو اور بلند کرتی ہے، ایسی محنت جو کوالٹی، ڈیزائن اور پابندیٔ وقت کے سلسلے میں کرم فرماؤں کے مطالبات اطمینان بخش طریقے پر پورا کرنے کا ہمیں اہل بناتی ہے۔

Made in Pakistan
Registered Trade Mark

Jawad®

جہاں شرط مہارت
وہاں جیت ہماری

معیاری گارمنٹس تیار کرنے اور برآمد کرنے والے

ایسوسی ایٹڈ انڈسٹریز (گارمنٹس) پاکستان (پرائیویٹ) لمیٹڈ

IV/C/3-A ناظم آباد، کراچی - 18 - پاکستان - فون 610220-616018-628209

کیبل "JAWADSONS" ٹیلیکس 24555 JAWAD PK فیکس 610522 (92-21)

MONTHLY
Meesaq
LAHORE

Regd. L. 7360
Vol.41 No 5
May 1992